وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

جو شخص باوجود راہ ہدایت واضح ہوجانے کے بھی رسول اللہ (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کردیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے

## مسلمان کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ

# سلفی منہج

امام محدث محمد ناصر الدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

المتوفی ۱۴۲۰ھ

مترجم: طارق علی بروہی

مکتبہ احیاء منہج السلف، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

مسلمانوں کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ

# سلفی منہج



مؤلف:

امام محدث محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ

مترجمہ: طارق علی بروہی

ناشر

مکتبہ احیاء منہج السلف کراچی

نام کتاب : مسلمانوں کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ - "سلفی منہج"

مولف : امام محدّث محمد ناصر الدین البانی (رحمۃ اللہ علیہ)

مترجم : طارق علی بروہی

صفحات : ٦٨

ناشر : مکتبہ احیاء منہج السلف، کراچی

# فہرست مضامین



| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | مختصر سیرت محدث امام محمد ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) | 2 |
| ۲ | مسلمانوں کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ "سلفی منہج" | 20 |
| ۳ | امت کی حالت زار فرقہ بندی اور حزبیت | 21 |
| ۴ | فرقۂ ناجیہ کی علامت | 25 |
| ۵ | سلفی منہج | 29 |
| ۶ | مسلم امّہ کے زوال کے اسباب | 31 |
| ۷ | محارم الٰہی کو حلال کرنا | 33 |
| ۸ | امت مسلمہ کو لاحق ہونے والے مہلک امراض | 37 |
| ۹ | ان مہلک امراض سے سبیلِ نجات | 40 |
| ۱۰ | فہم سلف یا فہم خلف | 45 |
| ۱۱ | التصفیہ والتربیہ | 52 |
| ۱۲ | بیع عینہ | 60 |
| ۱۳ | یہود کی روش | 61 |
| ۱۴ | ہم سلفی کیوں کہلائیں؟ (ایک مفید مناقشہ) | 66 |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# شیخ محدث محمد ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) کی مختصر سیرت

علامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) عصر حاضر میں مسلمانوں کے نامور علماء کرام میں سے ہیں' اور شیخ البانی علم حدیث کے ان نمایاں علماء کرام میں شمار کیے جاتے ہیں جو فن جرح وتعدیل میں یگانہ روزگار ہیں' اور شیخ البانی مصطلح الحدیث میں حجت مانے جاتے ہیں جن کے بارے میں محدثین علماء کرام فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابن حجر عسقلانی اور حافظ ابن کثیر وغیرہ جیسے علماء جرح وتعدیل کے دور کو پھر سے زندہ کردیا۔

## پیدائش وپرورش

شیخ محمد ناصر الدین بن الحاج نوح البانی ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء کو اشقودرہ شہر جو کہ اس وقت البانیہ کا دارالحکومت تھا میں ایک ایسے غریب دین دار خاندان جس پر علمی رنگ غالب تھا میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد علم ورہنمائی کرنے کے معاملے میں مرجع عوام تھے۔

جب (البانیہ کے بادشاہ) احمد زاغو نے اپنے ملک کو مغربی والحادی ثقافت کی جانب پھیر دیا تو صاحب سیرت نے دائمی اقامت کے لئے اپنے والد کے ہمراہ دمشق شام ہجرت فرمائی۔

علامہ البانی نے اپنی ابتدائی تعلیم اعلی درجات کے ساتھ مدرسہ اسعاف الخیری دمشق سے مکمل فرمائی۔

دینی اعتبار سے مدارس نظامیہ کے بارے میں ان کے والد کے خاص نقطہ نظر کے باعث انہوں نے نظامی تعلیم مکمل نہیں کروائی اور خود ہی ان کے لئے ایک مخصوص علمی سلیبس مقرر کر دیا جس میں آپ نے قرآن کریم، تجوید، نحو و صرف اور حنفی مذہب کے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد کے ہاتھوں حفص عن عاصم کی روایت سے حفظِ قرآن کریم مکمل فرمایا۔ اسی طرح انہوں نے شیخ سعید برہانی کے پاس فقہ حنفی کی کتاب مراقی الفلاح اور لغت و بلاغہ کی بعض کتابیں پڑھیں۔ اس زمانے میں آپ علامہ بہجۃ البیطار کے دروس و مجالس میں شرکت کے بہت حریص ہوتے۔

اپنے والد صاحب سے گھڑی سازی کا ہنر سیکھا اور اس میں اتنی مہارت حاصل فرمائی کہ مشہور ہو گئے، اور اپنی گزر بسر اسی کے ذریعہ کیا کرتے تھے، اور اس پیشہ کی بناء پر انہیں پڑھنے اور مطالعہ کرنے کا کافی وقت میسر آجاتا تھا۔ ملک شام

ہجرت کرنے کے باعث عربی لغت کی معرفت اور علوم شرعیہ کا ان کے اصل مصادر سے مطالعہ کرنا آسان ہو گیا۔

## حدیث کا علم

### علم حدیث کی جانب توجہ اور اس کا اہتمام:

اپنے والد کے حنفی مذہب کی تقلید پر مشتمل نہج مقرر کرنے اور علم حدیث سے سختی کے ساتھ منع کرنے کے باوجود شیخ البانی کی توجہ حدیث اور اس کے علوم کی جانب ہو گئی۔ مجلۃ المنار جو شیخ رشید رضا (رحمہ اللہ) جاری کیا کرتے تھے کی علمی تحقیقات سے متاثر ہو کر آپ نے بیس سال کی عمر سے ہی حدیث کا علم حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور آپ کا حدیث کے سلسلے میں پہلا کارنامہ حافظ عراقی (رحمہ اللہ) کی کتاب "المغنی عن حمل الأسفار فی تخریج ما فی الإحیاء من الأخبار" کا نسخہ تیار فرما کر اس پر تعلیقات فرمانا تھا۔

آپ کا یہ عمل بہت بڑی خیر و بھلائی کا دروازہ کھولنے کا سبب بنا کہ جس کے باعث حدیث کا اہتمام اور اس کے علوم میں مشغولیت ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا بن گیا' اور آپ اس بارے میں دمشق بھر کے علمی حلقوں میں مشہور و معروف ہو گئے۔ یہاں تک کہ مکتبہ ظاہریہ (دمشق) نے آپ کے لئے ایک کمرہ مخصوص فرما دیا کہ

آپ اس میں اپنی مفید علمی تحقیقات جاری رکھیں اور اس کے علاوہ آپ کے لئے مکتبے کی ایک علیحدہ چابی بھی بنوادی تاکہ آپ جب چاہے اس میں داخل ہو سکیں۔ اپنی زندگی کے دوسرے مرحلے میں آپ نے تالیف وتصنیف کی ابتداء فرمائی، پس آپ کی پہلی فقہی تالیف جو دلیل کی معرفت اور تقابلی فقہ پر مبنی ہے "تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد" تھی جو کئی بار طبع ہو چکی ہے۔ حدیث کی منہج تخریج پر سب سے پہلی تالیف "الروض النضیر فی ترتیب و تخریج معجم الطبرانی الصغیر" تھی جو اب تک مخطوط ہی ہے (طبع نہیں ہوئی)۔

شیخ البانی کے سلفی منہج کی جانب راغب ہونے میں حدیث رسول اللہ (ﷺ) کا بہت گہرا اثر تھا اس کے علاوہ اس میں مزید ثابت قدمی اور تمسک شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے تلمیذ ابن قیم (رحمہما اللہ) وغیرہ جیسے سلفی مکتبہ فکر کے مشہور آئمہ کی کتاب بینی کرنے سے پیدا ہوا۔

شیخ البانی نے سوریا (شام) میں دعوت توحید وسنت کا علم بلند فرمایا جس کی وجہ سے بہت سے مشائخ دمشق نے آپ سے ملاقاتیں کیں اور ان کے اور شیخ کے درمیان توحید، اتباع سنت، مذہبی تعصب اور بدعت وغیرہ پر مناقشات (مباحثے ومناظرے) ہوئے، جس وجہ سے آپ کو متعصب مذاہب کے مقلدین اور صوفیوں اور بدعتیوں کے مشائخ کی جانب سے شدید مخالفت اور اعراض کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ

لوگ عام اعوام کو بھی شیخ کے خلاف ابھارتے تھے اور آپ کے بارے میں مشہور کرر کھا تھا کہ آپ گمراہ وہابی ہیں چنانچہ اس طریقے سے لوگوں کو ڈراتے اور آپ سے دور رہنے کی تلقین کرتے۔ اس وقت آپ کی دعوت کی حمایت اور ثابت قدم رہنے کی حوصلہ افزائی بعض علماء کرام جو علم ودین کے سبب مشہور تھے نے فرمائی جن میں علامہ بہجۃ البیطار، شیخ عبدالفتاح (رئیس جمعیت شبان المسلمین، شام) اور شیخ توفیق برزہ وغیرہ جیسے اہل خیر و فضل نے فرمائی (رحمہم اللہ)۔

## شیخ کی دعوتی سرگرمیاں

آپ کی دعوتی سرگرمیوں میں آپ کے:

۱۔ علمی دروس جو ہفتہ میں دو بار منعقد ہوتے تھے اور ان میں طالبعلموں سمیت جامعات کے بعض اساتذہ بھی حاضر ہوتے اور جو کتابیں آپ ان علمی حلقات میں پڑھایا کرتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ فتح المجید لعبد الرحمن بن حسن بن محمد بن عبد الوهاب

۲۔ الروضة الندية شرح الدرر البهية للشوكاني شرح صديق حسن خان

۳۔ أصول الفقه لعبد الوهاب خلاف

۴۔ الباعث الحثیث شرح اختصار علوم الحدیث لابن کثیر شرح احمد شاکر

۵۔ منهاج الإسلام في الحكم لمحمد أسد

۶۔ فقه السنة لسيد سابق

ب۔ آپ کے ہر مہینے ایک ہفتے کے لئے دورہ جات پھر جن کی مدت میں اضافہ ہو گیا کیونکہ آپ ان دوروں میں شام کے مختلف علاقوں واضلاع کی زیارت کے ساتھ ساتھ مملکت اردن کے (وہاں مستقل جانے سے قبل) بھی بعض علاقوں کا دورہ فرماتے۔ اس کارروائی کے سبب بعض ایسوں لوگوں نے حکومت وقت کو ورغلایا اور شیخ کے خلاف کان بھرے جو شیخ کے مخالفین تھے، اور نتیجتاً شیخ کو جیل جانا پڑا۔

## تکالیف پر صبر اور آپ کی ہجرت

سن ۱۹۶۰ء کے اوائل میں شیخ کو حکومت شام کی نظر داری میں رکھا گیا حالانکہ وہ تو سیاست سے کوسوں دور تھے۔ اس سبب سے آپ کو دو بار حراست میں بھی لیا گیا، پہلی بار ۱۹۶۷ء سے قبل جس میں آپ کو دمشق کے اس مشہور قلعے میں مہینے بھر کے لئے قید رکھا گیا جس میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ (رحمہ اللہ) کو نظر بند کیا

گیا تھا' اور جب ۱۹۶۷ء کی جنگ چھڑی تو حکومت نے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا۔

لیکن جب جنگ نے شدت پکڑی تو شیخ کو دوبارہ نظر بند کر دیا گیا' مگر اس بار قلعے کی جیل میں نہیں بلکہ دمشق کے شمال مشرق میں سلاخوں والی جیل میں رکھا گیا۔ شیخ نے اس میں آٹھ ماہ گزارے اور اس دوران حافظ منذری کی مختصر صحیح مسلم کی تحقیق فرمائی اور آپ کے ساتھ اسی جیل میں بڑی بڑی شخصیات کو بھی رکھا گیا تھا۔

## آپ کے اعمال اور کارنامے

شیخ کی بہت سے علمی کاوشیں اور خدمات ہیں جن میں سے نمایاں مندرجہ ذیل ہیں:

۱- شیخ مجمع العلمی دمشق کے بعض اساتذہ کے ساتھ جن میں عزالدین تنوحی (رحمہ اللہ) بھی تھے علامہ شیخ محمد بہجۃ البیطار (رحمہ اللہ) کی مجالس میں شریک ہوتے جہاں وہ ابو تمام کا دیوان "الحماسۃ" پڑھتے۔

۲- جامعہ دمشق کی کلیہ شریعہ نے بیع سے متعلق ان مخصوص احادیث کی تخریج کے لئے آپ کو منتخب کیا جو موسوعہ الفقہ الاسلامی میں شامل ہیں' ۱۹۵۵ء میں جامعہ نے جس کو نشر کرنے کا عزم کیا تھا۔

۳- آپ کو اس حدیث کمیٹی کا رکن بھی منتخب کیا گیا جو مصر و شام کے مشترکہ عہد کے دوران کتب سنت کی نشر و تحقیق کی غرض سے تشکیل پائی تھی۔

۴- جامعہ سلفیہ بنارس (ہند) نے آپ سے ان کے یہاں شیخ الحدیث بننے کی درخواست کی لیکن آپ نے اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لانے کی صعوبت کی بناء پر معذرت کر لی کیونکہ ان دنوں پاکستان اور بھارت کے مابین جنگ ہو رہی تھی۔

۵- سعودی عرب کے وزیر المعارف جناب حسن بن عبداللہ آل الشیخ نے سن ۱۳۸۸ھ میں آپ سے جامعہ مکہ کے ہائر اسلامک ایجوکیشن کا ہیڈ بننے کی درخواست فرمائی، مگر کچھ مصروفیات اس راہ میں آڑے آ گئیں۔

۶- ۱۳۹۵ھ سے لیکر ۱۳۹۸ھ تک آپ جامعہ اسلامیہ مدینہ نبویہ کی مجلس اعلیٰ کے رکن بھی رہے۔

۷- اتحاد طلبۃ المسلمین اسپین کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ایک بہت اہم تقریر فرمائی جو بعد میں بعنوان "الحدیث حجة بنفسه فی العقائد و الأحکام" (حدیث عقائد و احکام میں بذات خود ایک حجت ہے) شائع بھی ہوئی۔

۸- آپ قطر بھی گئے اور وہاں تقریر بعنوان "منزلة السنة فی الإسلام" (سنت کا اسلام میں مقام) ارشاد فرمائی۔

۹- سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (رحمہ اللہ) رئیس ادارہ بحوث علمیہ وافتاء نے آپ کو مصر' مغرب وبریطانیہ میں دعوت توحید' اعتصامِ کتاب وسنت اور اسلام کے منہج حق کی جانب دعوت کے لئے مقرر فرمایا۔

۱۰- کئی کانفرنسوں میں آپ کو شرکت کی دعوت دی گئی جن میں سے بعض میں آپ نے شرکت فرمائی اور بہت سی کانفرنسوں میں شرکت سے اپنی علمی مصروفیات کی بناپر معذرت فرمالی۔

۱۱- آپ کویت وعرب امارات بھی تشریف لے گئے اور وہاں بہت سے تقاریر ارشاد فرمائیں' اور بہت سے یورپی ممالک بھی تشریف لے گئے اور وہاں اسلامی مراکز اور مسلمان طالبعلموں سے ملاقاتیں فرمائیں' اور بہت سے مفید علمی دروس بھی ارشاد فرمائے۔

۱۲- شیخ کی ایسی بہت سی عظیم مؤلفات اور بہترین تحقیقات ہیں جن کی تعداد سینکڑوں میں ہیں' جن میں بہت سوں کا مختلف زبانوں میں ترجمہ

ہو چکا ہے اور ان میں اکثر کی متعدد بار طبعات ہو چکی ہیں، جن میں سے إرواء الغليل فی تخریج أحادیث منار السبیل، وسلسلة الأحاديث الصحيحة و شیء من فقهها و فوائدها، سلسلة الأحاديث الضعيفة و الموضوعة و أثرها السيئ فی الأمة، وصفة صلاة النبی من التكبير إلی التسليم كأنك تراها نمایاں ہیں۔

۱۳- کنگ فیصل انٹرنیشنل ایوارڈ فار اسلامک اسٹڈیز کی سلیکشن کمیٹی نے ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۹۹۹ع کے ایوارڈ کے لئے جس کا موضوع تھا "الجهود العلمية التی عنيت بالحديث النبوی تحقيقاً و تخريجاً و دراسة" (حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلسلے میں تحقیق، تخریج اور تعلیم کے اعتبار سے علمی کاوشیں) فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی شامی کا انتخاب کیا۔ آپ کی ان خدمات کے پیش نظر جو حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سلسلے میں تحقیق، تخریج اور تعلیمی اعتبار سے آپ نے فرمائیں۔

## آپ (رحمہ اللہ) کے بارے میں علماء کرام کے تعریفی کلمات[1]

---

[1] شیخ کے تعریف اور ارجاء کی تہمت سے برات کے بارے میں علماء کرام کے تفصیلی کلام کے لئے دیکھیں ہماری کتاب "فتنہ تکفیر اور حکم بغیر ماانزل اللہ" جو ہماری ویب سائٹ اصلی اہلسنت ڈاٹ کام پر دستیاب ہے۔ (مترجم)

سماحۃ الشیخ علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ (رحمہ اللہ) نے فرمایا:

➤ ”ما رأيت تحت أديم السماء عالماً بالحديث في العصر الحديث مثل العلامة محمد ناصر الدين الألباني۔ “

(میں نے آسمان کی چھت کے نیچے علامہ ناصر الدین البانی سے بڑھ کر کسی کو اس دور میں عالم حدیث نہیں پایا)

اسی طرح سماحۃ الشیخ (رحمۃ اللہ علیہ) سے حدیث رسول (ﷺ):
”إن الله يبعث لهذه الأمّة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها۔ “

(بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا) کہ متعلق دریافت کیا گیا کہ اس صدی کا مجدد کون ہے؟

آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

➤ ”الشيخ محمد ناصر الدين الألباني هو مجدد هذا العصر في ظني، والله أعلم۔ “

(میرے رائے کے مطابق اس دور کے مجدد شیخ محمد ناصر الدین البانی ہیں' واللہ اعلم)

علامہ شیخ محمد بن صالح العثیمین (رحمۃ اللہ علیہ)

آپ نے شیخ البانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں فرمایا:

➤ "فالذی عرفته عن الشیخ من خلال اجتماعی به وهو قلیل، أنه حریص جداً علی العمل بالسنة، و محاربة البدعة، سواء کان فی العقیدة أم فی العمل، أما من خلال قراءتی لمؤلفاته فقد عرفت عنه ذلك، و أنه ذو علم جم فی الحدیث، روایة و درایة، و أن الله تعالی قد نفع فیا کتبه کثیراً من الناس، من حیث العلم و من حیث المنهاج و الاتجاه إلی علم الحدیث، و هذه ثمرة کبیرة للمسلمین و لله الحمد، أما من حیث التحقیقات العلمیة الحدیثیة فناهیك به"

(جو بات میں شیخ کے بارے میں جانتا ہوں میری ان سے ملاقات کے ذریعہ جو کہ بہت کم ہیں' کہ وہ سنت پر عمل کرنے کے اور بدعت کے خلاف لڑنے کے بہت حریص ہیں خواہ اس کا تعلق عقیدے سے ہو یا عمل سے۔ جبکہ ان کی مؤلفات پڑھنے سے میں نے یہ جانا کہ آپ کو روایت اور درایت دونوں اعتبار سے حدیث کا بہت وافر علم ہے' اور جو کچھ انہوں نے لکھا اس کے سبب سے اللہ تعالی نے بہت سے لوگوں کو علمی' منہجی اور علم حدیث کی جانب توجہ کے اعتبار سے نفع پہنچایا' اور الحمد للہ یہ

مسلمانوں کے لئے بہت عظیم سرمایہ ہے' اور حدیث سے متعلق علمی تحقیقات میں تو وہ یگانہ روزگار تھے)

علامہ مفسر محمد امین شنقیطی (رحمہ اللہ)

شیخ عبدالعزیز الھدہ فرماتے ہیں :

"ان العلامه الشنقيطي يجل الشيخ الألباني إجلالاً غريباً، حتى إذا رآه مار أوهو في درسه في الحرم المدني يقطع درسه قائماً ومسلماً عليه إجلالاً له."

(علامہ شنقیطی شیخ البانی کا انوکھا ادب واحترام کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ اگر وہ مسجد نبوی میں درس ارشاد فرمارہے ہوتے اور شیخ البانی کو آتا دیکھتے تو انہیں سلام کرنے کے لئے درس منقطع کر کے احتراماً کھڑے ہو جاتے)

علامہ شیخ مقبل بن ہادی الوادعی (رحمۃ اللہ علیہ)

➤ " والذي أعتقده وأدين الله به أن الشيخ محمد ناصر الدين الألباني حفظه الله من المجددين الذين يصدق عليهم قول الرسول (صلى الله عليه وسلم) [إن الله يبعث على رأس كل مائة سنة من يجدد لها أمر دينها]. "

(ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے جس دین کا اعتقاد رکھتے ہیں وہ یہ کہ شیخ محمد ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) ایسے مجدد ہیں جن پر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ قول صادق آتا ہے (بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد بھیجے گا جو اس کے لئے اس کے دین کی تجدید کرے گا))

## علامہ و محدث (رحمہ اللہ) کی آخری وصیت

میں اپنی بیوی' اولاد' دوستوں اور تمام احباب کو جنہیں میری وفات کی خبر پہنچے یہ وصیت کرتا ہوں:

اولاً: میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے' اور مجھ پر کوئی نوحہ اور بین نہ کیا جائے۔

ثانیاً: مجھے دفن کرنے میں جلد بازی سے کام لیں' میرے رشتہ داروں اور بھائیوں میں سے کسی کو خبر نہ کریں سوائے جو تجہیز و تکفین کے واجبات ادا کرنے کے لئے کافی ہوں' اور میرے غسل کی ذمہ داری (عزت اللہ خضر ابو عبداللہ) میرے پڑوسی و مخلص دوست کو سونپی جائے اور جسے وہ اس کام میں معاونت کے لئے منتخب کریں۔

ثالثاً: میرے دفن کے لئے قریب ترین مکان اختیار کیا جائے تاکہ میرا جنازہ اٹھانے والوں کو گاڑی میں لے جانے پر مجبور نہ ہونا پڑے' اور تاکہ میرے جنازے کے ساتھ جانے والوں کو بھی گاڑیوں میں بیٹھنے کی نوبت نہ آئے' اور میری تدفین قدیم

قبرستان میں ہی کی جائے امید ہے کہ وہ اس وقت تک مسمار نہیں گیا ہوگا۔۔۔ اور میری وفات جس ملک یا شہر میں ہو اس سے باہر رہنے والے دوسرے لوگوں کو تو دور کی بات خود میری اولاد کو اس کی اطلاع نہ کریں یہاں تک کے تجہیز و تکفین وغیرہ ہو جائے' تاکہ ان پر جذبات غالب نہ آجائیں جس کی وجہ سے وہ ایسے کام کریں جس سے میرے جنازے میں تاخیر ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اسے عملی جامہ پہنانے کی توفیق دے' اور میرے اگلے پچھلے تمام گناہوں کو بخش دے۔۔۔

میں اپنے پورے مکتبے کو چاہے وہ کتابیں مطبوع ہوں یا مصور (فوٹو کاپی) ہوں یا مخطوط ہوں میری لکھائی میں یا کسی اور کی لکھائی میں جامعہ اسلامیہ مدینہ نبویہ کے نام وصیت کرتا ہوں' کیونکہ میری اس جامعہ میں دعوت کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین کے حوالے سے بہت سی حسین یادیں وابستہ ہیں جب میں وہاں مدرس ہوا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ وہاں آنے والوں کو اس سے نفع پہنچائے جس طرح اس نے اس سے پہلے طالبعلموں کو اس سے فائدہ پہنچایا تھا' اور مجھے ان کے' اور ان کے اخلاص اور دعوت کے ذریعہ فائدہ پہنچائے۔

﴿ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴾
**(الاحقاف: ۱۵)**

(اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد بھی صالح بنا' میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں)　　　　۲۷ جمادی الاول ۱۴۱۰ھ

## آپ کی وفات

علامہ البانی کی وفات ہفتے کے دن سے کچھ پہلے جمادی الثانی سن ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں ہوئی' اور آپ کو نماز عشاء کے بعد دفنایا گیا۔

آپ کے تدفین میں جلدی دو سبب سے کی گئی :

اول : ان کی وصیت کو جسطرح کی گئی تھی نافذ کرنے کے لئے۔

دوم : جن ایام میں شیخ (رحمہ اللہ) کی موت واقع ہوئی وہ اور اس کے بعد والے ایام شدید گرمی کے تھے' اور یہ ڈر ہوا کہ جو لوگ آپ کے جنازے کے لئے تشریف

لائے ہیں کہیں انہیں کسی تکلیف یا پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے' اسی بناء پر انہیں جلد دفن کر دینا ہی بہتر تھا۔

شیخ کی وفات کا اعلان نہ کرنے اور صرف قریبی رشتہ داروں وغیرہ کو تجہیز وتدفین میں مدد کے لئے بتلانے اور انتہائی مختصر وقت ہونے کے باوجود ہزاروں لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے کیونکہ جسے معلوم تھا وہ اپنے دوسرے بھائی کو بتائے بنا نہ رہ سکا ہو گا۔

شیخ ابن عثیمین (رحمۃ اللہ علیہ) فون پر شیخ ناصر الدین البانی کی تدفین والی رات ان کے اہل وعیال سے تعزیت کرتے ہیں اور جب انہیں شیخ البانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی جلد تدفین کیئے جانے کی خواہش ورغبت کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے بے ساختہ فرمایا:

''لقد أحیا الشیخ الألبانی السنۃ فی حیاتہ و بعد موتہ۔''

(یقیناً شیخ البانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے نہ صرف اپنی زندگی میں احیاء سنت کیا بلکہ اپنی موت کے بعد بھی)

# مسلمانوں کی فلاح ونشاۃ ثانیہ کا واحد راستہ
# "سلفی منہج"

[یہ مضمون دراصل ایک ٹیلی فونک خطاب ہے جو شیخ البانی (رحمۃ اللہ علیہ) کی نصیحت پر مشتمل ہے، جس میں آپ نے امت مسلمہ کے لئے اپنا کھویا ہوا وقار اور عروج حاصل کرنے کی صحیح سمت متعین کی جو کہ آپ کی علمی بصیرت اور امت کے لئے پرخلوص خیر خواہی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان قیمتی نصیحتوں پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین یارب العالمین]

سوال: مسلمانوں کی موجودہ حالت پر بصیرت افروز تبصرہ اور ان کے زوال کو عروج میں بدلنے کے لئے اپنے بیش قیمت نصائح سے مستفید فرمائیں، جزاک اللہ خیراً؟

إن الحمد لله نحمده، ونستعينه، ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادی له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله.

اما بعد! فإن خير الكلام كلام الله وخير الهدى هدى محمد صلى الله عليه وسلم، وشر الأمور محدثاتها، وكل محدثة بدعة، وكل بدعة ضلالة، وكل ضلالة فی النار۔

## امت کی حالتِ زار فرقہ بندی اور حزبیت

مسلمانوں کی جو موجودہ حالت ہے وہ کسی بھی باشعور انسان پر مخفی نہیں۔ جس دور میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں مسلمانوں کی حالت اتنی ابتر ہے کہ تاریخ میں پہلے کبھی نہ تھی، جسے آپ خود بہتر طور پر جانتے ہیں کیونکہ آپ اسی دور میں زندگی گزار رہے ہیں۔ ہر قسم کا فسق وفجور اپنی بدترین حالت میں مسلم معاشروں میں پھیلا ہوا ہے جن کے اثرات سے شاید ہی کوئی نفس محفوظ ہو جبکہ دوسری جانب حق بات کہنے والے اور کتاب و سنت سے تمسک اختیار کرنے والے بلحاظ تعداد انتہائی قلیل ہیں۔ اکثر لوگوں کی حالت تو ایسی ہی ہے جسطرح کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

( وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ) (القرآن)

(اور اکثر لوگ نہیں جانتے)

اور دوسری آیت میں فرمایا:

( وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ) (یوسف: ۱۰۶)

(اور اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود شرک میں مبتلا ہوتے ہیں)

مسلم امہ کی اس حالت زار کی نشاندہی رسول اللہ (ﷺ) پہلے ہی فرما چکے تھے جس کا آج ہم اور ہم سے پہلے ہمارے آباء واجداد مشاہدہ و سامنا کر چکے ہیں۔ دین میں تفرقہ بازی، گروہ بندی اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا عام ہے۔ اللہ تعالی کے اس فرمان مبارک کے سراسر خلاف:

( ... وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ) (الروم: ۳۱-۳۲)

(اور ان مشرکوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے)

اور اس فرمان کی بھی نافرمانی کرتے ہوئے:

( وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ... ) (الأنعام: ۱۵۳)

(اور یہ کہ دین میرا سیدھا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی)

مزید برآں خود نبی اکرم (ﷺ) نے ان "**مختلف راہوں**" کی وضاحت فرمائی چناچہ ایک صحیح حدیث میں اس کا مکمل نقشہ کھینچا گیا ہے کہ کسطرح مسلمانوں کی اکثریت صراط مستقیم سے ہٹ جائے گی۔

عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

((ایک دن رسول اللہ (ﷺ) نے ہمارے لئے زمین پر ایک سیدھی خط کھینچی اور اس پر دست مبارک رکھ کر فرمایا "یہ اللہ کی راہ ہے" پھر آپ (ﷺ) نے اس سیدھی خط کے ارد گرد مزید خطوط کھینچے اور فرمایا "یہ وہ مختلف راہیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے سر پر ایک شیطان بیٹھا لوگوں کو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے"۔ پھر آپ (ﷺ) نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

(( وَأَنَّ هَـٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ . . . ))[1]

پس نبی اکرم (ﷺ) نے اس حدیث میں واضح کر دیا کہ صراط مستقیم ایک راہ ہے بہت سی راہیں نہیں جیسا کہ چند صوفیاء کہتے اور دعوی کرتے ہیں کہ "اللہ تعالی تک پہنچنے کے اتنے ہی راستے ہیں جتنی تمام مخلوقات کی سانس لینے کی مقدار ہے" کم از کم یہ ان کا ایک قدیم مقولہ ہے مگر آج واقعتا اتنی راہیں گروہوں

[1] احمد: 1/435،436، نسائی: 184، الدارمی: 1/67-68، قال الالبانی صحیح، دیکھئے شرح عقید طحاویہ: 810

اور جماعتوں کی صورت میں نمودار ہو گئی ہیں، اور ہر ایک اس چیز پر خوش اور مگن ہے جو اس کے پاس ہے۔ جبکہ یہ تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس حکم سے بخوبی آگاہ ہیں :

( . . . وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ) (الروم: ۳۱-۳۲)

(اور ان مشرکوں میں سے نہ ہونا جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے مگن ہے)

اور وہ رسول اللہ (ﷺ) کے اس فرمان سے بھی بخوبی واقف ہیں :

(یہودیوں نے تفرقہ کیا حتیٰ کہ وہ اکہتر (71) فرقے بن گئے اور نصاریٰ تفرقے کے سبب بہتر (72) فرقے بن گئے اور میری یہ امت تہتر (73) فرقوں میں بٹ جائے گی، اور وہ تمام کے تمام فرقے آگ میں جائیں گے سوائے ایک فرقے کے" فرمایا کہ : "وہ ایک فرقہ کونسا ہوگا؟" آپ (ﷺ) نے فرمایا: "الجماعۃ" (جماعت))[2]

یہ اس حدیث کی سب سے مشہور روایت ہے، اور یہ صحیح ہے، ایک اور روایت میں (جو اس حدیث کی تشریح کرتی ہے) جب رسول اللہ (ﷺ) سے اس

---

[2] الترمذی: 2641، قال الالبانی صحیح - سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ: 1348

فرقۂ ناجیہ (نجات پانے والے فرقے) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا:

"ماأنا علیه وأصحابي الیوم" (جس چیز پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں)۔[3]

یہ دوسری روایت حسن درجہ کی روایت ہے جس کی تفصیل میں نے اپنی بعض کتب میں بیان کی ہے۔ اس میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں یعنی "ماأنا علیه وأصحابي الیوم" اس منہج کی وضاحت کرتے ہیں جس پر وہ واحد فرقۂ ناجیہ اور طائفہ منصورہ (مدد یافتہ گروہ) کاربند ہوگا۔ یہ وہ جماعت ہوگی جو اپنا منہج رسول اللہ (ﷺ) اور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے لیتی ہوگی۔

## فرقۂ ناجیہ کی علامت

یہاں پر قابل غور نقطہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا "وأصحابي" (اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم))، جبکہ اگر رسول اللہ (ﷺ) محض یہ کہہ دیتے کہ میرے راستہ پر ہو تو یہ بطور جواب کافی تھا، لیکن ایک عظیم حکمت کے تحت آپ (ﷺ) نے اپنے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا بھی ذکر کیا۔ اس کے پس پردہ جو حکمت پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ تمام کے تمام صحابہ (رضی اللہ عنہم) اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر تھے۔ انہوں نے اپنی تعلیم وتربیت اس وحی کے ذریعے سے حاصل کی جو

---

[3] ہیثمی مجمع الزوائد: 189/1، صححہ الالبانی - صحیح الجامع: 9/52

رسول اللہ (ﷺ) پر نازل ہوتی۔ وہ براہ راست اس وحی سے مستفید ہوئے جو کہ اپنی خالص حالت میں کسی قسم کی بیرونی ملاوٹ سے پاک ان تک پہنچی' اس بیرونی ملاوٹ سے کہ جس نے ان کے بعد میں آنے والے لوگوں کے دل و دماغ کو پراگندہ کیا۔ اس فساد کا اندازہ آپ ان آراء وافکار کو دیکھ کر لگا سکتے ہیں جو کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے منہج سے متصادم ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ (ﷺ) نے اپنے راستے کے ساتھ ساتھ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے طریقے کی پیروی کا بھی حکم دیا کیونکہ آپ (ﷺ) جانتے تھے کہ صحابہ (رضی اللہ عنہم) ہی آپ (ﷺ) کے سچے تابعدار و پیروکار ہیں۔

مزید یہ کہ آپ (ﷺ) نے انتہائی واشگاف الفاظ میں ان لوگوں کا بھی ذکر کیا جو صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے فوراً بعد آئے۔ چناچہ ایک صحیح حدیث میں بلکہ میں تحقیق و مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ یہ حدیث متواتر ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا:

"خیر الناس قرنی . . . " (بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں . . . )

بعض افراد اس حدیث کو کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں "خیر القرون قرنی..." (بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے ...) یہاں میں ایک چیز کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ ( ... فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ) (اور یقیناً نصیحت

ایمانداروں کو فائدہ دیتی ہے)۔ وہ یہ کہ اس حدیث کے صحیح الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ : "خیرالناس" (بہترین لوگ) یعنی آپ (ﷺ) نے فرمایا:

"خیرالناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم"[4]

(بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر جو ان کے بعد آئیں، پھر جو ان کے بعد آئیں)۔

یہ وہ قرون ثلاثہ (تین نسلیں) ہیں کہ جن کے صراط مستقیم پر ہونے کی گواہی خود رسول اللہ (ﷺ) نے دی اور قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کے مصداق بھی یہی لوگ ہیں :

﴿ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴾ **(النساء: ۱۱۵)**

(جو شخص باوجود راہ ہدایت واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ (ﷺ) کا خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے)۔

---

[4] البخاری: 2562

آپ (ﷺ) نے قرآن کریم کے انہیں الفاظ یعنی ( وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ ) (اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے) سے وہ الفاظ اخذ کئے جو

سابقہ حدیث میں بیان ہوئے ''وأصحابی'' (اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم)۔

اس قرآنی آیت کا جو اساسی نقطہ ہے وہ وہی ہے جو کہ اس حدیث میں بیان ہوا۔ اس سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بعد میں آنے والے اور موجودہ دور کے مسلمانوں کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ مومنوں کی راہ "سبیل المؤمنین" کے علاوہ کوئی اور منہج اختیار کریں کیونکہ وہ لوگ اپنے رب کی جانب سے واضح ہدایت پر تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ (ﷺ) نے اپنے بعض صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا درجہ بعض سے زیادہ بیان کیا۔ میرا اشارہ خلفائے راشدین کی طرف ہے۔ جیسا کہ حدیث عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) میں بیان ہوا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

(میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں (حکام کی) سمع وطاعت (سننے اور فرمانبرداری کرنے) کی اگرچہ وہ (حاکم) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ پس بیشک تم میں سے جو (میرے بعد) لمبی عمر پائے وہ بہت اختلاف دیکھے گا۔ پس تمہیں چاہیے کہ میری سنت اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت

کو اپنے جبڑوں کے ساتھ مضبوطی سے تھامے رہو' اور دین میں نئے کاموں سے بچو کیونکہ دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔)[5]

یہاں بھی آپ (ﷺ) نے اپنی سنت کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت کو بیان کیا اور اس کی بھی وہی حکمت ہے جو اس سے پہلے فرقہ ناجیہ کے متعلق آیت و حدیث کے تحت ذکر کی گئی۔

## سلفی منہج

مذکورہ بالا تینوں حوالہ جات سے ایک منہج و نظام اخذ کیا جا سکتا ہے۔ ایک ایسا نظام کہ جس سے ہر مسلمان کا منسلک ہونا ضروری ہے اور اس سے اعراض کی کوئی گنجائش نہیں' جیسا کہ ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں ان داعیوں کے مناہج جو قرآن وسنت کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن ان کا طریقۂ کار ہمارے اس بیان کردہ نظام سے متصادم ہے اور وہ ہم سے اس منہج میں اختلاف کرتے ہیں کہ ہم سلف صالحین (صحابہ' تابعین' تبع تابعین اور جو ان کے اصولوں پر کاربند رہے) کے منہج سے تمسک کی دعوت دیتے ہیں یعنی قرآن وسنت پر عمل پیرا ہونا مگر سلف صالحین کے طریقے کے مطابق۔ یہ درحقیقت وہ منہج ہے کہ جس سے ہر مسلمان کو تمسک اختیار کرنا لازم ہے تاکہ وہ "سبیل المؤمنین" مؤمنوں کی راہ سے نہ بھٹک جائے۔ یہی

---

[5] ابوداؤد: 4607، ترمذی: 2676، صححه الالبانی في الارواء الغليل: 2455

وجہ ہے کہ آجکل محض یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ ہم صرف قرآن وسنت پر عمل پیرا ہیں اور اس کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

بلکہ فہم سلف صالحین کی طرف رجوع کرنا ہی اس بات کی ضمانت دے سکتا ہے کہ مسلمان اس طرح سے گمراہ نہ ہوں جسطرح سے سلف صالحین کے بعد آنے والے مسلمان گمراہ ہوئے۔ ان مسلمانوں نے آپس میں انتہائی شدید اختلاف کیا تھا کیونکہ انہیں اس سنت صحیحہ تک بسہولت رسائی حاصل نہ تھی جو کہ قرآن کریم کی اصل تفسیر ہے۔ اللہ رب العالمین کا فرمان پاک ہے :

( وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ . . . )

**(النحل: ۴۴)**

(یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں)۔

یہ وہ بنیادی وجۂ اختلاف تھی ان لوگوں کے درمیان جو گزر چکے، حتیٰ کہ ان میں بڑے بڑے علماء، فقہاء وصالحین سب شامل ہیں، لیکن اس بنیادی وجہ کے ساتھ ساتھ اور اسباب بھی ہیں جنہوں نے ان اختلافات کو جنم دیا۔ جن میں سرفہرست نفسانی خواہشات کا غلبہ اور کچھ ان افراد کی آراء وافکار جن کے پاس کسی قدر تقویٰ واخلاص تو تھا لیکن علمی میدان میں وہ بہت کمزور تھے۔

اس لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اس بات کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کہ مسلمان قرآن وحدیث کی مخالفت نہ کریں الّا یہ کہ وہ اس منہج کی طرف رجوع کریں جس پر ہمارے سلف صالحین تھے۔ اور ہم مخلصانہ طور پر یہ یقین رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت کی ذمہ داری ان اختلافات پر ہے جن میں وہ قرآن و حدیث فہمی کے لئے اس منہج پر عدم انحصار کرتے ہیں' جسے ہم **"سلفی منہج"** کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ وہ ضروری امر ہے جسے ہمیں مسلمانوں کی موجودہ حالت کے حوالے سے مدّ نظر رکھنا چاہیے تاکہ ہم اس منہج کی طرف لوٹ سکیں جس پر سلف صالحین گامزن تھے۔ جنہیں ہم بطور فخر یاد کرتے ہیں کہ کسطرح اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت' شان و شوکت اور زمین پر غلبہ عطا کیا' جس کا مشاہدہ اسلام کی شاندار تاریخ کے ذریعے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ چند باتیں تھیں جو مسلمانوں کی موجودہ صورتحال کے حوالے سے ذہن میں آئیں کہ جن کے متعلق مجھ سے سوال کیا گیا تھا اور اب ہم مسلمانوں کے اس زوال کے اسباب کا جائزہ لیں گے۔ (ان شاء اللہ)

## مسلم امہّ کے زوال کے اسباب

علماء کرام نے مسلمانوں کے زوال کے اسباب کے تحت بہت سی وجوہات کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ان میں سے ہر ایک یا کم از کم ان میں سے کچھ اس بات کا بخوبی شعور رکھتے ہیں کہ پیغمبر (ﷺ) نے ان تمام اسباب کو اپنی ایک صحیح حدیث میں جمع فرما دیا' جب آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

(عنقریب تمام قومیں جمع ہوں گی اور تمہارے خلاف ایک دوسرے کو دعوت دیں گی، جسطرح کہ کھانے کی پلیٹ کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔" کسی نے پوچھا: "کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟" فرمایا: "ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت میں تم لوگ اس وقت تعداد میں بہت زیادہ ہوگے، لیکن تمہاری حیثیت سمندر کی جھاگ کی مانند ہوگی اور یقیناً اللہ تعالی تمہارا رعب تمہارے دشمنوں کے دلوں سے نکال دے گا، اور تمہارے دلوں میں "وہن" ڈال دے گا"۔ کسی نے دریافت کیا: "یہ وہن کیا ہے؟" آپ (ﷺ) نے فرمایا: ''حب الدنیا وکراھیة الموت'' (دنیا کی محبت اور موت سے نفرت))۔[6]

بیشک نبی پاک (ﷺ) نے درست فرمایا کیونکہ ہر باشعور مسلمان اس بات کا مشاہدہ کرسکتا ہے کہ ہر برائی کی جڑ اس دنیا کی محبت ہے اور ہر فتنے کے پس پشت اسی کا ہاتھ کارفرما ہوتا ہے، اور کیوں نہ ہو؟ یہی وہ شیء ہے کہ جو انسان کو اپنی دولت اور اپنی جان کے بارے میں کنجوس، خود غرض اور بخیل بناتی ہے، اور یہی جان ومال ہی تو ہے کہ جس کے ذریعے اللہ تعالی کی راہ میں جہاد کیا جاتا ہے۔ یعنی اپنی دولت خرچ کی جاتی ہے جو ہمیں بہت عزیز ہے اور اس سے بھی عزیزترین چیز یعنی

---

[6] ابوداود: 4297، المشکوۃ: 1475/3، صححہ الالبانی في سلسلة الاحادیث الصحیحة: 957 و صحیح الجامع: 8183

اپنی جان بھی اللہ تعالی کی راہ میں قربان کرنی پڑتی ہے۔اسی لئے نبی کریم (ﷺ) کا فرمان ہے:

**(شح (حرص نفس) سے بچو' اس حرص نفس نے ہی تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا' اسی نے انہیں خونریزی پر آمادہ کیا اور انہوں نے محارم کو حلال کرلیا۔)** [7]

جیسا کہ بہت سی کتب احادیث میں مروی ہے جن میں سے ایک صحیح مسلم بھی ہے۔

## محارم الٰہی کو حلال کرنا

یہاں اس موقع پر میں ایک چیز کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں' وہ یہ کہ محارم کو حلال کرنا دو طرح سے ہے۔

**اول:**

یہ کہ انسان حرام کام میں ملوث ہو مگر اس بات کے **مکمل شعور** کے ساتھ کہ یہ کام حرام ہے۔ یہ واضح طور پر مسلمانوں میں اپنی تمام تر صورتوں اور اقسام کے ساتھ موجود ہے۔ حتی کہ اکبر الکبائر یعنی شرک بھی ہمارے بعض معاشروں اور شخصیات میں عام ہے۔ جیسے آلام و مصائب میں غیر اللہ کو پکارنا' مشکلات میں غیر اللہ سے استعانت و استمداد چاہنا اور غیر اللہ کے نام پر ذبح اور قربانی کرنا' اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔ مذکورہ بالا تمام امور شرک

---

[7] صحیح مسلم - کتاب البر / باب تحریم الظلم: 18/8

کے زمرے میں آتے ہیں لیکن یہ مسلم معاشروں میں عام ہیں۔ لوگوں کی اکثریت' میں صرف عوام ہی کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتا بلکہ علماء بھی اس بات پر کوئی توجہ نہیں دیتے کہ لوگوں کو اس شرک وبت پرستی سے خبردار کریں۔ یہ اکبر الکبائر یعنی سب سے بڑا گناہ ہے بعض احادیث میں اس کا ذکر آیا ہے جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ :

" کبیرہ گناہ یہ ہیں : شرک' قتل' والدین کی نافرمانی اور رباء (سود) کھانا وغیرہ ... "[8]

اگر ان میں سے آپ صرف سود ہی کو لے لیں تو وہ بھی ان اداروں کے مرہون منت بہت عام ہو چکا ہے جنہیں ہم "بینک" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مزید کبیرہ گناہوں میں سے شراب نوشی' عورتوں کا بے پردہ ہونا' قبروں پر مساجد کی تعمیر اور ان کے علاوہ بھی بہت سے ہیں۔

دوم :

اللہ تعالیٰ کے محارم کو حلال کرنے کا جو دوسرا طریقہ ہے اس کی مزید دو اقسام ہیں۔

ایک یہ کہ لاشعوری طور پر کسی حرام کام کا ارتکاب کرنا یعنی ایک شخص کو یہ علم ہی نہ ہو کہ میرا یہ فعل حرام ہے یا شریعت میں اس کا کیا حکم ہے۔ یہ بلاشبہ ایک بہت بڑی برائی ہے اور یہ بھی مسلم معاشروں میں بہت عام ہے۔

---

[8] بخاری: 7/8، مسلم: 64/1، الهیثمی مجمع الزوائد: 130/4

دوسری قسم یہ کہ انسان اللہ تعالی کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے کے لئے حیلے اختیار کرے۔ جیسا کہ یہودیوں نے فریب کاری اور دھوکہ بازی کے ذریعہ مچھلیاں پکڑنے کی جسارت کی، جن کا واقعہ قرآن کریم میں مذکور ہے اور ان شاء اللہ تمام لوگ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ اور اسی طرح انہوں نے حیلہ اختیار کرتے ہوئے چربی کو بھی اپنے لئے حلال کرنے کی کوشش کی جو کہ ان پر حرام کردی گئی تھی۔



جس کا اندازہ رسول اللہ (ﷺ) کی مندرجہ ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے:

(اللہ تعالی نے یہودیوں پر لعنت کی اس سبب سے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی۔ مگر انہوں نے اسے پگھلا کر اس کی خرید وفروخت شروع کردی۔ پس خبردار! اللہ تعالی جب کسی چیز کا کھانا لوگوں پر حرام کردیتا ہے تو اس کی تجارت اور کمائی بھی حرام کردیتا ہے۔)[9]

یہ حدیث باوجود اپنی انتہائی اہمیت کے خطباء، مقررین و واعظین کی زبانوں پر بہت کم ہی آتی ہے۔ یہ حدیث مسلمانوں کو اس عمل کا مرتکب ہونے سے خبردار کرتی ہے جس کا ارتکاب یہودیوں نے کیا۔ مزید برآں نبی اکرم (ﷺ) نے ایسے کاموں کے انجام دینے سے روکا ہے اور سختی سے منع فرمایا ہے کہ جو یہودیوں کہ

[9] بخاری، مسلم، ابوداود و صححه الالبانی فی صحیح الجامع: 5107

شیوا تھے۔ دیگر احادیث کے ساتھ ساتھ صحیح بخاری میں جناب ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

((تم لوگ یقیناً ان لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے جو تم سے پہلے ہو گزرے جیسا کہ بالشت بالشت کے برابر ہوتا ہے اور ہاتھ ہاتھ کے' یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اس میں جا داخل ہو گے۔" ہم نے عرض کی: "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ! کیا اس سے مراد یہود و نصاری ہیں؟" آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: "ان کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے!" - (یعنی یقیناً انہی کی پیروی کرو گے))۔[10]

چنانچہ میں مسلمانوں کو اس بات سے خبر دار کرنا چاہوں گا کہ وہ معمولی حیلہ اور مکر و فریب اختیار کر کے اس قسم کے حرام کاموں میں ملوث نہ ہوں جیسا کہ انہوں نے اپنے روزمرہ کے معاملات اور کاروباری معاہدوں میں اسے روا رکھا ہوا ہے۔ اس کی ایک بہت نمایاں مثال "نکاح التحلیل" (حلالہ کا نکاح) ہے۔ جس کے مرتکب کو صحیح حدیث میں ملعون کہا گیا ہے۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

(اللہ تعالی نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے عورت سے حلالہ کیا گیا دونوں پر لعنت کی ہے) ۔[11]

---

[10] بخاری: 422/9

[11] ابوداؤد: 555/2 و صححه الالبانی فی صحیح الجامع: 5101

اس قدر شدید وعید نبوی (ﷺ) کے باوجود ہمارے یہاں ایسے "ماہرین فقہ" پائے جاتے ہیں جو اسے جائز قرار دیتے ہیں' جبکہ رسول اللہ (ﷺ) نے اس کے مرتکب کو اور جو بھی اس میں ملوث ہو پر لعنت فرمائی ہے' جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔

انہیں باتوں میں سے ایک بات جو ہمارے معاشروں میں عام ہے وہ اقساط پر اشیاء کی فروخت ہے جبکہ اقساط میں لینے کی صورت میں قیمت نقد سے زیادہ ہو۔ انہیں میں سے ایک "**بیع عینہ**" بھی ہے جو مسلم ممالک میں عام ہے۔ مجھے صد افسوس کے ساتھ سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ وقت اس بات کی اجازت نہیں دے رہا کہ میں فرداً فرداً اور تفصیل کے ساتھ ان نقاط کو بیان کروں۔

## امت مسلمہ کو لاحق ہونے والے مہلک امراض

میں صرف آپ بھائیوں کی توجہ اس حدیث کی جانب مبذول کروانا چاہوں گا جو کہ موقع محل کے لحاظ سے مناسب حال ہے اور وہ رسول اللہ (ﷺ) کا یہ فرمان ہے کہ:

(اگر تم اپنی تجارت میں بیع عینہ میں لگ جاؤ گے اور بیلوں کی دموں کو تھام لو گے اور محض اس بات سے راضی ہو جاؤ گے کہ تم اپنی کھیتی باڑی پر توجہ دو اور

اللہ تعالی کی راہ میں جہاد ترک کر دو گے' تو پھر اللہ تعالی تم پر ایسی ذلت مسلط کرے گا جو تم پر سے نہ ٹلے گی یہاںتک کے تم اپنے دین کی طرف رجوع کرو)۔[12]

اس حدیث میں اس زہر ہلاہل اور ان موذی امراض کی بڑی واضح انداز میں منظر کشی کی گئی ہے جو اس دنیا فانی کی گھڑ دوڑ میں شامل ہونے اور اپنی تمام تر توجہ اسی دنیا کو کمانے میں مرکوز کرنے اسی طرح صرف ایسے اقدامات کرنے کے کسی طرح اس دولت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو کا شاخسانہ ہے۔ اور مسلمانوں کے موجودہ حالات کے ذمہ دار عوامل بھی یہی ہیں۔ رسول اکرم (ﷺ) نے بیع عینہ' بیلوں کی دموں کو تھام لینے اور کھیتی باڑی پر اکتفا کرنے کے ساتھ ساتھ ترک جہاد کو بھی ایک سبب گردانا ہے۔ اور یہ ترک جہاد بھی ایک عام جرم کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بلا استثناء عرب و غیر عرب سب نے ہی جہاد کو خیر باد کہہ دیا ہے۔ جبکہ امر واقعی یہ ہے کہ ان تمام ریاستوں کے قبضہ میں وہ تمام وسائل میسر ہیں جو کہ جہاد کے لئے لازمی ہیں اور دوسری جانب ان پر جوش نوجوانوں کے پاس یہ وسائل میسر نہیں کہ جس سے وہ نہ صرف اپنے ملکوں' زمینوں بلکہ اپنی عزت و حریت ہی کا دفاع کر سکیں۔

آخر کار ان تمام مخالف شریعت کاموں میں مصروف عمل ہونے اور اللہ کے محارم کو حلال کرنے کا منطقی و قدرتی نتیجہ یہی نکلنا تھا:

---

[12] ابوداود: 3462، وصححہ الالبانی فی الصحیح: 11

( . . . وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبۡدِيلًا ) (اور تم اللہ تعالی کی سنت و طریقے کو کبھی بدلتا ہوا نہیں پاؤ گے) پس اللہ تعالی پر یہ حق بنتا تھا کہ وہ ان پر ذلت ورسوائی مسلط کر دے۔

یہ ذلت و پستی ہر مسلم ملک پر اپنے پنجے گاڑ چکی ہے حالانکہ وہ بظاہر اس دنیا کے نقشے پر آزاد ممالک کی حیثیت سے اپنا وجود رکھتے ہیں مگر درحقیقت وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) کے مطابق اپنے ممالک میں بھی عمل نہیں کر سکتے۔ انہیں ایک صحیح حدیث کے مطابق اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ:

''جاهدوا المشركين بأنفسكم و أموالكم و ألسنتكم''

(مشرکین سے اپنی جانوں' مالوں اور زبانوں کے ذریعہ جہاد کرو)[13]

اب ہم نے اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کو تو بالکل ہی ترک کر دیا ہے اور اسے صرف محدود کر دیا ہے اپنے مال تک اس کی فراوانی کے باعث اور زبانوں تک اس کی آسانی کے باعث' حتی کہ اس دور میں جان کے ساتھ جہاد بدقسمتی سے ایک گزری ہوئی داستان کی مانند بن کر رہ گیا ہے۔ اسی لئے نبی کریم (ﷺ) نے اس حدیث میں ان امراض کی نشاندہی و تشخیص کے ساتھ ان کا علاج بھی تجویز فرمایا' جیسا کہ حدیث کی ابتداء میں ان امراض کا ذکر ہے جو امت مسلمہ کو لاحق ہوں گے اور اس کے آخری

---

[13] ابو داود: 695/2، وصححه الالبانی فی المشکوة: 3821 وفی الصحیح الجامع: 3090

حصہ میں ان کا علاج بھی ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح ان سے گلوخلاصی حاصل کی جاسکتی ہے۔

## ان مہلک امراض سے سبیلِ نجات

آپ (ﷺ) نے فرمایا:

(اللہ تعالی تم پر سے اس ذلت کو رفع نہیں کرے گا یہانتک کے تم اپنے دین کی جانب رجوع کرو)

یہی وہ واحد حل ہے مسلم امہ کے لئے اگر وہ اپنے کھویا ہوا وقار' غلبہ' عزت اور شان وشوکت کی بحالی چاہتی ہے' اور چاہتی ہے کہ اللہ تعالی انہیں دنیا پر اسی طرح غلبہ و تسلط عطا کرے جسطرح کہ ان سے پہلے لوگوں کو عطا کیا گیا تھا۔ اسی سلسلے میں نبی اکرم (ﷺ) کا فرمان ہے:

(اس امت کو بشارتیں دے دو کہ اللہ تعالی انہیں عروج بخشے گا اور انہیں دنیا میں غلبہ عطا فرمائے گا۔ پس جو شخص بھی حصول آخرت والا عمل دنیاوی مقاصد و مفادات کے لئے سر انجام دے گا اسکا آخرت میں کوئی حصہ نہیں)۔ [14]

آپ (ﷺ) کا یہ فرمانا کہ (یہانتک کے وہ اپنے دین کی جانب رجوع کریں) مجھے اس بات کا موقع فراہم کرتا ہے کہ میں آپ کے سامنے کیئے گئے سوال

[14] البیهقی، وقال حاکم صحیح، وصححه الالبانی فی احکام الجنائز: 52 و صحیح الجامع: 2825

کے آخری حصہ کو متعارف کرواؤں۔ وہ یہ کہ امت مسلمہ پر جو کچھ بیت رہی ہے اور جس ذلت و پستی کا وہ شکار ہے کہ ماضی میں جس کی مثال نہیں ملتی اس سے نجات کی کیا سبیل ہے؟

تو اس سلسلہ میں اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿ . . . إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ لَهُ . . . ﴾ (الرعد: ١١)

(اللہ تعالی اس قوم کی حالت نہیں بدلا کرتا نہ ہو جسے خود اپنی حالت کو بدلنے کا خیال اور اللہ تعالی جب کسی قوم کی سزا کا ارادہ کرتا ہے تو وہ ٹلا نہیں کرتا)

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ . . . ﴾ (الأنفال: ٥٣)

(یہ اس لئے کہ اللہ تعالی ایسا نہیں کہ کسی قوم پر کوئی نعمت انعام فرما کر پھر بدل دے جب تک کہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدل دیں)

پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کی وہ قوت جو اللہ تعالی نے انہیں عطا فرمائیں تھیں اور وہ غلبہ و شان و شوکت جو کہ انہیں دنیا میں حاصل تھے، اس عظیم نعمت کی تبدیلی کا کیا سبب ہے؟

سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ تعالی کی اس نعمت کو بدل ڈالا' ہم اس نعمت کو چھوڑ کر دنیا کی دوڑ دھوپ میں جت گئے اور ہم نے اللہ کی راہ میں جہاد بھی ترک کر دیا۔ بالآخر ان تمام باتوں کا شرعی و فطری نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مسلمان اللہ کی دین کی مدد نہیں کریں گے تو انہیں بھی اس کے بدلے میں اللہ کی طرف سے کوئی مدد حاصل نہیں ہوگی جسطرح کہ کلام اللہ میں آیا ہے کہ :

( ... إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ ... ) (محمد: ۷)

(اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا ... )

میں اس مقام پر آپ کی توجہ اس نقطہ کی طرف دلانا چاہوں گا کہ اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر (ﷺ) کی زبان پاک سے آج تمام اسلامی ممالک پر چھائی ہوئی اس مہلک و جان لیوا بیماری کا علاج تجویز فرما دیا اور وہ علاج ان کا اپنے دین کی طرف رجوع کرنا ہے جیسا کہ آپ سب پہلے سماعت فرما چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

( وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ) (آل عمران: ۸۵)

(اور جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا)

اسی طرح ایک اور آیت میں اس کی نشاندہی فرمائی :

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (المائدہ: ۳)

(آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کا تمہارے لئے بطور دین ہونے پر راضی ہوا)

مجھے اس موقع پر اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے انتہائی مسرت ہو گی جو کہ امام شاطبی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی مایہ ناز تصنیف "الإعتصام" میں امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) سے نقل کی ہے:

"جو شخص اسلام میں کوئی بدعت متعارف کراتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے تو اس شخص کا یقیناً یہ عقیدہ ہے کہ محمد (ﷺ) نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں جو کہ ان کی ذمہ داری تھی خیانت کی ہے (اور یہ محال ہے)، اور اگر تم دلیل چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ کلام پڑھو:

﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ (المائدہ: ۳)

(آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کا تمہارے لئے بطور دین ہونے پر راضی ہوا)

اور اس امت کے آخری (لوگوں) کی اصلاح نہیں ہو سکتی مگر صرف اس طریقے سے جس سے اس امت کے پہلے (لوگوں) کی اصلاح ہوئی تھی۔ پس جو چیز اس وقت دین کا حصہ نہ تھی وہ آج بھی دین کا حصہ نہیں بن سکتی۔"[15]

پھر امام شاطبی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں: "ہم اس روایت کو جو کہ امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) امام دارالہجرہ (مدینہ) سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ دین میں کوئی بدعت ایجاد کرے چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی اور معمولی کیوں نہ ہو' اور چاہے وہ کردار و سلوک میں ہو یا عبادات واعتقادات میں' اور ہم اس روایت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں قرآن کریم کی اس آیت پر اعتماد کرتے ہوئے کہ جس میں اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ہمارے دین یعنی اسلام کو تمام کر کے اس نے ہم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔"[16]

سو آج ہمارے متعلق کیا خیال ہے؟ ہم تو اسلام سے کوسوں دور جا چکے ہیں نہ صرف ان امور میں کہ جنہیں ہم "سنت" کہتے ہیں جو کہ بدعت کی ضد ہے بلکہ ہم تو اسلام سے مکمل طور پر دور ہو چکے یعنی ہم اسلام سے صرف ان امور میں دور نہیں ہوئے کہ جنہیں بعض لوگ ثانوی حیثیت کے یا غیر ضروری اعمال شمار کرتے

---

[15] الشفاء لقاضی عیاض: 676/2

[16] الاعتصام: 35/2

ہیں بلکہ ہم تو اس اسلام سے ہی دور ہو گئے جو دین اللہ تعالی نے ہمارے لئے پسند فرمایا تھا۔ ہم نہ صرف اپنے قانونی فیصلوں اور افکار میں گمراہ ہوئے بلکہ اپنے عقائد تک میں گمراہی کا شکار ہیں۔

اگر ہم واقعی اس علاج جو اللہ تعالی نے اپنے پیارے نبی (ﷺ) کی زبانی تجویز فرمایا کو نافذ کرنے میں مخلص ہیں یعنی اپنے دین کی طرف رجوع کرنے میں، تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا طریقہ ہے کہ جس سے ہم دین کو سمجھیں اور اس کا فہم حاصل کریں؟

## فہم سلف یا فہم خلف

اس دین کے فہم کے دو طریقے ہیں جو کہ ان علماء میں معروف ہیں جو ماضی اور حال کے علماء میں پائے جانے والے اختلاف کا شعور رکھتے ہیں۔ یہاں دو مکتبۂ فکر ہیں: ایک تو **سلف** کی طرف منسوب ہے اور دوسرا **خلف** کی طرف۔ جو لوگ خلف کی طرف منسوب ہیں وہ اس بات کے معترف ہیں کہ سلف کا راستہ محفوظ ترین ہے مگر اس کے باوجود ان کا یہ دعوی ہے کہ خلف کا راستہ علم و فہم کے اعتبار سے سلف سے بہتر ہے۔ تو آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا ہمیں سب سے پہلے اپنے عقائد سلف سے لینے چاہیے یا ان سے جو اس بات کا محض اقرار کرتے ہیں کہ سلف کا راستہ محفوظ ترین ہے مگر ان کا راستہ علم و فہم کے اعتبار سے ان سے بہتر ہے؟

بلاشبہ دلائل کی روشنی میں یہ بات واضح ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس دور میں ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم سب سے پہلے اپنے عقائد کا موازنہ سلف صالحین کے عقائد سے کریں پھر اس کے بعد اپنے احکامات' اخلاقیات اور سلوک میں بھی ہمیں سلف کی جانب رجوع لازم ہے۔ وہ سلف جو اختلاف کے وقت قرآن و سنت پر انحصار کے علاوہ کوئی دوسرا ذریعۂ نجات نہیں سمجھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے :

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ (النساء: ٦٥)

(سو قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے' جبتک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں' پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دلوں میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں)

آج بدقسمتی سے ہم ایسے گروہ اور جماعتیں نہیں پاتے جو ہمارے ساتھ اس علاج کو اپنانے کے لئے راضی اور متفق ہوں۔ مسلمانوں کو اپنی شان و شوکت اور قوت وغلبہ حاصل کرنے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ وہ اپنے دین کی طرف رجوع کریں۔ یہ ایک ایسا نقطہ ہے کہ جس پر مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں' اس بات سے قطع نظر کہ ان کی وفاداریاں اور ان کی وابستگی کس مخصوص گروہ یا

جماعت سے ہے اور اس بات سے بھی قطع نظر کہ ان کا تعلق کس مکتبۂ فکر سے ہے۔ بہر حال اختلاف اس وقت ابھرتا ہے جب دین کے صحیح فہم کا معاملہ آتا ہے۔

جسطرح کہ میں نے پہلے اس بات کی نشاندہی کی کہ ہمارے سامنے دو مکتبۂ فکر ہیں' ایک سلف کا اور ایک خلف کا۔ سلف دین کے اصولوں میں کوئی تنازع نہیں برتتے تھے اور نہ اس میں کسی طرح کا کوئی اختلاف کرتے تھے۔

وہ اس بات میں کوئی دورائے نہیں رکھتے تھے کہ تمام باہمی اختلافات میں قرآن و سنت کی جانب رجوع کیا جائے۔ چناچہ وہ اپنے معاملات کے فیصلے انہی دو ذرائع سے کرتے تھے اور وہ اس کے آگے مکمل سر تسلیم خم کر دیتے تھے' جیسا کہ ہم گزشتہ قرآنی آیت کے تحت بیان کر آئے ہیں۔ ان کے درمیان اختلافات کی بنیادی وجہ جس کی طرف میں پہلے بھی اشارہ کر چکا ہوں' وہ یہ تھی کہ ان میں کسی کے پاس پیغمبر (ﷺ) کی کوئی حدیث نہ پہنچی ہو' تو وہ پھر اپنے ذاتی اجتہاد کی بنیاد پر جو سب سے زیادہ مناسب اور بہتر رائے تصور کرتا تھا اس کے مطابق عمل کرتا۔ چناچہ بسا اوقات وہ غیر ارادی طور پر اور بلا قصد غلطی میں مبتلا ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم (ﷺ) نے ایک صحیح حدیث میں فرمایا:

(اگر حاکم / مجتہد اپنے ذاتی اجتہاد کی بنیاد پر فتوی دے اور وہ صحیح ہو تو اسے دوہرا اجر ملے گا اور اگر وہ غلطی کر جائے تو اسے اکھرا اجر ملے گا)۔[17]

---

[17] صحیح بخاری: 318/13، صحیح مسلم: 1716

چناچہ ہر مسلم پر یہ واجب ہے کہ وہ اس اصول کی طرف پلٹے جس کے متعلق کوئی اختلاف رائے نہیں کہ قرآن وسنت کی پیروی سلف صالحین کے فہم کے مطابق کرنا۔ پھر اگر ہم اس نظام پر متفق ہو جائیں اور اسے اپنا وظیفہ حیات اور اپنے عمل و منہج کی بنیاد بنائیں اور مزید یہ کہ ہم اس بات پر ایک دوسرے سے تعاون کرنے کے لئے راضی ہوں یعنی

اولاً: اس منہج کو سمجھنے میں۔

ثانیاً: اس کی عملی تطبیق یعنی تنفیذ پر۔

تو پھر اس کے بعد ایک انتہائی اہمیت کا حامل مرحلہ آئے گا جو کہ خلاصہ ہے میرے اس جواب کا جو مسلمانوں کے عروج وترقی کی جانب سفر کے آغاز کے بارے میں سوال کیا گیا تھا۔

آج یہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے دین کا صحیح فہم حاصل کرے، پھر اسے ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق صحیح طور پر عملاً نافذ کرے۔ حکام کا معاملہ عوام یا محکومین سے الگ ہے۔ حکام کو سب سے زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے جبکہ محکومین کی قوت محدود ہے۔ اگر دونوں فریق یعنی حکام و محکومین اپنی اپنی ذمہ داریاں نبھائیں یعنی

اولاً: اسلام کا صحیح فہم حاصل کریں۔

ثانیاً: مکمل طور پر اس اسلام کا نفاذ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق کرے۔

تو مجھے یقین ہے کہ ایک دن ضرور مومنین اللہ کی جانب سے فتح پر جشن منائیں گے۔
لیکن میں بہت سے داعیان اسلام کو دیکھتا ہوں کہ وہ حکومت پر مسلسل زور دیتے ہیں کہ وہ اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم کریں اور بلاشبہ یہ ایک عمدہ وبہترین حق بات کی دعوت ہے' کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

( وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ) (المائدة: ۴۴)

(اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے پس ایسے ہی لوگ کافر ہیں)

دوسری آیت میں فرمایا:

( وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ) (المائدة: ۴۷)

(اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے پس ایسے ہی لوگ فاسق ہیں )

اور تیسری آیت میں فرمایا:

( وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللّهُ فَأُوْلَـئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ) (المائدة: ۴۵)

(اور جو کوئی اللہ کی نازل کی ہوئی شریعت کے مطابق حکم نہیں کرتے پس ایسے ہی لوگ ظالم ہیں)

یہ سچ ہے کہ حکومتوں کو اپنے آئین، قوانین اور رعایا پر تنفیذ اسلام کرنا چاہیے۔ یہ حق بات ہے اور واجب ہے۔ بہر حال میں اُن داعیان کو جو اس بات کی طرف دعوت دیتے ہیں یہ نصیحت کروں گا کہ وہ اپنی ذات کو نہ بھولیں۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

( يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ . . . ) (المائدہ: ۱۰۵)

(اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں)

سو یہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ سچائی کے ساتھ اپنے دین کا فہم حاصل کرے پھر حسب صلاحیت اسے اپنے آپ پر اور ان پر جن کا وہ ذمہ دار ہے یا جن پر اسے دسترس حاصل ہے نافذ کرے۔ نبی کریم (ﷺ) نے فرمایا:

(تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا)۔[18]

---

[18] بخاری: 730، مسلم: 3396

پس آدمی اپنے زیر کفالت اور ماتحت پر نگہبان وذمہ دار ہے۔ اسی طرح عورت بھی اپنے دست نگر اور ماتحت پر نگہبان وذمہ دار ہےاور اسی طرح دیگر افراد بھی۔ کچھ داعی ذاتی اصلاح کے اس پروگرام کے حوالے کے طور پر ایک قول پیش کرتے ہیں جو انہیں میں سے ایک داعی کا ہے۔ : "اپنے دل پر اسلامی حکومت قائم کرو وہ تمہارے لئے زمینوں پر بھی قائم کردی جائے گی۔" میں دوہرائے دیتا ہوں : "اپنے دل پر اسلامی حکومت قائم کرو وہ تمہارے لئے زمینوں پر بھی قائم کردی جائے گی۔"

اس بات نے ہمیں انتہائی مسرت دی لیکن ہم ان لوگوں سے ناخوش و ناراض ہیں جو اس شخص کی جانب منسوب ہیں جس کا یہ قول ہے۔ وہ اس لئے کہ انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی اس کی تنفیذ کو خاطر میں لائے کیونکہ ایسا کرنے کے لئے ان کی جانب سے محنت شاقہ مطلوب ہے۔اس کا تقاضہ ہے کہ انہیں قرآن و حدیث فہم سلف صالحین کے مطابق والے منہج کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ سو میں یہ کہوں گا کہ مسلمانوں کی ذلت ورسوائی کا علاج دین کی طرف رجوع ہے جو ہم سے دو چیزوں کا تقاضہ کرتاہے۔ میں نے انہیں **"التصفیہ"** اور **"التربیہ"** کا نام دیا ہے۔

# التصفیہ والتربیہ

"التصفیہ" سے میری مراد ہے کہ تمام علماء وفضلاء جو یہ چاہتے ہیں کہ زندگیوں پر اسلام کا نفاذ سلف صالحین کے طریق پر ہو ان پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اس اسلام کو ان چیزوں سے پاک وصاف یعنی خالص کریں جو اس میں بعد میں در آئیں جو پہلے اس کا حصہ نہ تھی۔ ایسے پاکیزہ کریں جیسے بھیڑیا یوسف (علیہ السلام) کے خون سے پاک وبری تھا' یہ ایک پرانی عربی کہاوت ہے۔ پھر انہیں اس خالص و پاکیزہ ہونے والے اسلام کی دعوت دینی چاہیے' خواہ وہ عقیدہ کا معاملہ ہو یا ان احکام کا جن میں بہت اختلاف رائے پایا جاتا ہے یا پھر اخلاق' کردار و سلوک کا معاملہ ہو' الغرض دین کے خالص کرنے کا یہ عمل اسلام کے ہر شعبہ پر محیط ہوگا' وہ اسلام جسے اللہ تعالی نے ہمارے لئے مکمل کیا۔ جس پر ہم مندرجہ ذیل حدیث کے ذریعے مزید روشنی ڈالیں گے۔ آپ (ﷺ) کا فرمان ہے کہ:

(میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ سے قریب کرے اور جہنم سے دور مگر میں نے تمہیں اس کا حکم دے دیا ہے' اور کوئی چیز جو تمہیں اللہ سے دور لے جائے اور جہنم سے قریب مگر میں نے تمہیں اس سے روک دیا ہے)۔[19]

---

[19] سنن امام شافعی: 14/1، بیہقی: 76/7، الفقیہ والمتفقیہ للخطیب: 93/1، اس حدیث کی باقاعد تخریج کے لئے ملاحظہ کیجئے شیخ سلیم الہلالی کا مقدمہ جوانہوں نے کتاب "ہدایۃ السلطان" کی نظرثانی کے موقع پر لکھا۔

اب جو اس صراط مستقیم پر چلنا چاہتے ہیں ان پر ایک بات ضرور واضح ہونی چاہیے وہ یہ کہ بہت سے قدیم و جدید علماء اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سنت میں ایسی بہت سی اشیاء داخل ہو گئیں ہیں جو اس کا حصہ نہ تھیں، اور یہ چیز تو پہلی صدی سے ہی وقوع پذیر ہونا شروع ہو گئی تھی جب چند فرقوں نے سرکشی کی اور اس چیز کی طرف دعوت دی جو قرآن وسنت سے متصادم تھی۔ مثال کے طور بعض خوارج کا یا ایک خارجی کا بیان ہے کہ جسے اللہ تعالی کی طرف سے سنت کی جانب رہنمائی نصیب ہو گئی تھی، کہتا ہے کہ:

"ہمیں اس بارے میں انتہائی محتاط رہنا چاہیے کہ ہم اپنا دین کہاں سے حاصل کررہے ہیں، کیونکہ ہمیں جو بات بھلی لگا کرتی تھی ہم اسے حدیث بنا لیا کرتے تھے۔"

اسی وجہ سے امام ابن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ) [جو کہ ایک جلیل القدر تابعی تھے اور جن کی حافظ حدیث صحابئ رسول (ﷺ) جناب ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے بکثرت احادیث مروی ہیں] نے فرمایا:

"اس بات پر بھرپور توجہ دو کہ تم اپنا دین کہاں سے حاصل کررہے ہو۔"[20]

---

[20] شرح صحیح مسلم للامام النووی: 87/1

اس قول کو بطور حدیث رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پیش کیا جاتا ہے حالانکہ یہ حدیث رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تک نہیں پہنچتی کیونکہ اس کے راویوں کی سند ابن سیرین (رحمۃ اللہ علیہ) تک موقوف ہے' اور یہی وجہ ہے محدثین کرام کے اس قول کی کہ :

"اسناد دین کا اہم جزء ہیں' اگر یہ اسناد نہ ہوتیں تو ہر شخص جو اس کا جی چاہتا دین کے تعلق سے کہہ جاتا۔"

یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ جس پر نظریاتی حد تک تو علماء کا اجماع ہے۔ جی ہاں! میں بخوبی آگاہ ہوں کہ جب میں نے کہا کہ "نظریاتی حد تک" یہ اس لئے کہ مجھے یہاں ایک تلخ حقیقت کی ضرور نشاندہی کرنی پڑے گی وہ یہ کہ عملی طور پر جمہور علماء نے ان اسناد پر وہ توجہ نہیں دی جو اس پر دینی چاہیے تھی۔ البتہ علماء کا ایک مختصر گروہ ایسا تھا جنہوں نے یقیناً اس پر توجہ دی اور وہ محدثین کرام تھے جن میں کچھ مشہور یہ ہیں: امام احمد بن حنبل' امام یحیٰی بن معین' امام علی بن المدینی اور ان کے تلامیذ جیسے امام بخاری و امام مسلم اور دیگر محدثین اور آئمہ جرح و تعدیل (رحمہم اللہ)۔ ہمیں جس سنت پر اس کے تصفیہ کے بعد پیش رفت کرنی ہے اس سنت کو خالص کرنے کے لئے ہمیں انہیں جیسے رجال پر اعتماد کرنا ہے۔

کتب سنت آج وسیع پیمانے پر دستیاب ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالی نے امت مسلمہ کے لئے ان کے دین کو مکمل محفوظ رکھا اپنے اس وعدے کے ذریعہ جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے :

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ﴾ (الحجر : ٩)

(ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے)

اس موقع پر میں ایک نقطہ ضرور بیان کرنا چاہوں گا وہ یہ کہ مندرجہ بالا آیت جب یہ بیان کرتی ہے (ہم نے ہی اس ذکر کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمائیں گے) تو کچھ لوگ جنہیں سنت میں مہارت حاصل نہیں اور نہ ہی وہ اسے کچھ اہمیت دیتے ہیں وہ اس غلط نقطۂ نظر کے حامی ہیں کہ اس آیت میں جو حفاظت الٰہی کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ صرف قرآن مجید کے ساتھ خاص ہے۔ تو میں کہوں گا بالکل اللہ تعالی نے ذکر کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے ذریعہ اس نے قرآن کریم کے الفاظ کو محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے لیکن بہر حال اس نے اس کے معنیٰ، بیان و تشریح کی حفاظت سنتِ نبوی (ﷺ) کے ذریعہ کی ہے۔

اس لئے محدثین کرام کے بغیر سنت کے تصفیہ کا یہ عمل بوجوہ احسن پایۂ تکمیل تک پہنچنا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ ایک امر لازم ہے کہ قرآن مجید کا سنت صحیحہ سے بے نیاز رہ کر صحیح فہم حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو مسلمان انہیں گمراہیوں کا شکار ہو جائیں گے، جن گمراہیوں کا ان سے پہلے ماسوائے فرقۂ ناجیہ کے

لوگ شکار ہوئے۔ یہ اس لئے کہ قرآن مجید سے متعلق عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کا فرمان ہے:

"قرآن حکیم کی تفسیر کئی ایک طریقوں سے ہو سکتی ہے"

اسی بناپر اللہ تعالی نے فرمایا:

( . . . وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ . . . ) (النحل: ۴۴)

(یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے تاکہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں)

یعنی ہم نے اے محمد (ﷺ) آپ کی طرف ذکر نازل فرمایا تاکہ آپ (ﷺ) اپنی سنت کے ذریعے بیان کر دیں اور وضاحت فرمادیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا۔ چناچہ یہ آیت دو چیزوں کی طرف اشارہ کرتی ہے ایک قابل وضاحت و قابل تفسیر چیز اور دوسری اس قابل تفسیر چیز کی تفسیر و وضاحت کرنے والے مفسر۔ لہٰذا وہ قابل تفسیر چیز قرآن مجید ہے جسے بطور "ذکر" بیان کیا گیا اور مفسر رسول اللہ (ﷺ) ہیں کہ جو اس آیت کے مخاطب ہیں۔

قرآن فہمی کا سنت اور وہ بھی صرف سنت صحیحہ کے علاوہ اور کوئی درست طریقہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے دو چیزوں سے خبر دار کیا تاکہ اس تفسیر کو کما حقہ اور صحیح طور پر کیا جا سکے۔ ان میں سے پہلی چیز جس سے اپنی امت

کو خبر دار کیا وہ نبی (ﷺ) کی طرف ایسی بات منسوب کرتا ہے جو آپ نے نہ کہی ہو چنانچہ ایک متواتر حدیث میں ہے کہ :

''من کذب علی متعمداً فالیتبوأ مقعدہ من النار''

(جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں پکڑ لے)

دوسری روایت میں ارشاد فرمایا:

''من قال علی مالم اقل فالیتبوأ مقعدہ من النار''

(جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو یقیناً اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں پکڑ لے) [21]

یہ وہ پہلا مسئلہ تھا جس سے نبی کریم (ﷺ) نے امت کو متنبہ فرمایا' دوسری چیز جس کی طرف امت کو توجہ دلائی وہ یہ ہے کہ جس طرح قرآن کریم کی طرف رجوع لازم ہے بالکل اسی طرح سنت کی طرف بھی رجوع لازم ہے۔ اسی بناء پر آپ (ﷺ) کا فرمان ہے :

(میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں اس حال میں کہ وہ اپنی مسہری سے ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور اس کے سامنے میرا امر یا نہی پہنچے تو وہ یہ کہے کہ ' میں نہیں جانتا ہم جس کو کلام اللہ میں حلال پائیں گے صرف اسے حلال جانین گے اور جسے کلام اللہ میں حرام پائیں

---

[21] دونوں روایتیں بخاری کی ہیں: 84/1، ابوداؤد: 1036/3

گے صرف اسے حرام جانیں گے۔ خبر دار میں قرآن اور اس کی مثل (حدیث) دیا گیا ہوں اور آگاہ ہو جاؤ کہ جسے اللہ کے رسول (ﷺ) نے حرام قرار دیا وہ ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالی نے خود حرام قرار دیا)۔"[22]

ان دونوں امور یعنی جن سے ہمیں رسول اللہ (ﷺ) نے متنبہ فرمایا کو باہم یکجا کرنے سے ہمیں وہ علاج و حل نصیب ہو گا جو رسول اللہ (ﷺ) نے ہر جانب سے مسلط ہونے والی ذلت ورسوائی سے نجات حاصل کرنے کے لئے تجویز فرمایا۔ یہ پہلے مرحلے "تصفیہ" کا بیان تھا۔

دوسرا مرحلہ جو علماء کرام کے سابقہ بیان کردہ تصفیۃ کا عمل کر لینے کے بعد شروع ہو گا' وہ "تربیہ" ہے۔ انہیں لازماً اس "تربیہ" کے عمل کے ساتھ اپنے خاندانوں اور ماتحت لوگوں کی اسی خالص نہج پر تربیت کرنی ہوگی۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ کہیں ان کا شمار ان لوگوں میں نہ ہو جائے جو وہ بات کہتے ہیں جسے کرتے نہیں کیونکہ ہمارے رب کا فرمان مبارک ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴾ (الصف: ٢-٣)

---

[22] احمد: 132/4، ابوداود: 5064، ترمذی: 3662، شیخ احمد شاکر نے اس پر "الرسالۃ" للشافعی کی تعلیقات کے موقع پر ایک تفصیلی بحث کی ہے۔ رقم: 19

(اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے) اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتے جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) بھی اپنی ایک حدیث میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ:

(اس امت کو بشارتیں دے دو کہ اللہ تعالی انہیں عروج بخشے گا اور انہیں دنیا میں غلبہ عطا فرمائے گا۔ پس جو شخص بھی حصول آخرت والا عمل دنیاوی مقاصد و مفادات کے لئے سرانجام دے گا اسکا آخرت میں کوئی حصہ نہیں)۔[23]

اس حدیث سے ہم پر یہ واجب ہوتا ہے اپنے اس خالص شدہ دین پر عمل پیرا ہونے کے سلسلے میں ہمارا عمل خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے ہونا چاہیے جیسا کہ ہمارے رب کریم کا فرمان ہے:

( وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاء . . . )

(البينة: ٥)

(اور انہیں تو حکم ہی نہیں دیا گیا تھا مگر اس بات کا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے)

---

[23] تخریج پہلے گزر چکی ہے، دیکھیے حوالہ رقم: 14

میں اس تقریر کے اختتام پر یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں ترقی کے اس سفر میں تمام محارم سے اجتناب کرنا ہوگا جن سے آپ سب واقف ہیں اور جن کی کچھ مثالیں ہم پہلے بیان کرآئیں ہیں، جیسے شرک، قتل، سود وغیرہ وغیرہ۔

میں اس موقع پر اس پہلی بیماری کا ذکر کرنا چاہوں گا جو رسول اللہ (ﷺ) نے "بیع عینہ" والی حدیث میں بیان کی کیونکہ یہ بیماری بعض اسلامی ممالک میں بہت پھل پھول رہی ہے اور دوسری جانب لوگوں کی اکثریت اللہ تعالی کے فرمان کے بموجب: ( لَا يَعْلَمُونَ ) (نہیں جانتے)

## بیع عینہ

بیع عینہ ایک قسم کا سودی معاملہ ہے جو حرام ہے لیکن بد قسمتی سے کچھ لوگ اس میں ملوث ہیں اور وہ اس زعم میں مبتلا ہیں کہ یہ شرعاً جائز ہے۔ بیع عینہ علماء میں معروف ہے جو "عین" سے مشتق ہے یعنی "عین الشیء" (اصل چیز یا متعین شیء)

مثلاً ایک شخص ایک گاڑیوں کے بیوپاری شخص کے پاس آتا ہے اور کچھ معلومات حاصل کرنے کے بعد گاڑی خرید لیتا ہے۔ اس نے یہ گاڑی اقساط پر خریدی ہے نقد پر نہیں۔ فرض کریں کے اس نے گاڑی بیس ہزار میں خریدی اب وہ شخص جس نے گاڑی اقساط پر خریدی دوبارہ گاڑیوں کے بیوپاری شخص کے پاس آتا ہے اور اسے وہی گاڑی نقد پر فروخت کرنے کی پیشکش کرتا ہے۔ اب جو گاڑیوں کا بیوپاری تھا وہ یہ بھانپ گیا کہ اس شخص کو گاڑی نہیں بلکہ پیسوں کی ضرورت ہے۔ آخر کار یہ دونوں

فریق گاڑی کی اٹھارہ ہزار قیمت پر متفق ہوئے۔ چناچہ وہ شخص جس نے گاڑی اقساط پر خریدی تھی اپنی گاڑی دوبارہ اٹھارہ ہزار میں بیچ دی۔ اسطرح وہ شخص اب بیس ہزار قرض کی ذمہ داری لیکر چلا گیا جبکہ فی الحقیقت اس نے صرف اٹھارہ ہزار ہی لئے تھے۔ بیع عینہ کے اس معاملہ سے نبی کریم (ﷺ) نے منع فرمایا ہے۔ سو یہ ان لوگوں پر بالکل واضح ہو جانا چاہیے جو اپنی خواہشات کے پیرو نہیں یا کم از کم بیع عینہ میں ملوث نہیں کہ اس کاروبار کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قرضدار کے ذمہ اس کی وصول کی گئی رقم سے زیادہ واجب الادا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس میں اور سود کو تجارت قرار دینے میں کوئی فرق نہیں کیونکہ اگر وہ شخص جاتا اور کہتا: "مجھے اٹھارہ ہزار قرض دو میں تمہیں بیس ہزار ادا کروں گا" تو موجودہ دور کے مسلمان بھی الحمد للہ اسے یقیناً سود قرار دیتے' اور وہ ایسا کیوں کرتے؟ کیونکہ قرضدار پر جو رقم واجب الادا ہے وہ اس رقم سے زیادہ ہے جو اس نے حاصل کی' تو اس میں اور بیع عینہ میں کیا فرق رہا؟ در حقیقت یہ فروخت کا معاملہ حیلہ ہے سود کو حلال کرنے کا۔ یہ تو وہی حرکت ہے جس سے ہمیں رسول اللہ (ﷺ) نے اپنی بہت سے احادیث میں تنبیہ فرمائی ہے۔ اسی لئے نبی اکرم (ﷺ) نے ہمیں گزشتہ امتوں کے نقش قدم پر گامزن ہونے سے منع فرمایا ہے' اور بالخصوص یہودیوں کا ذکر کیا۔

## یہود کی روش

مثلاً اللہ تعالی نے ان پر چربی حرام قرار دی۔ قرآن کریم میں ہے کہ:

( فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ . . .

) (النساء: ١٦٠)

(جو نفیس چیزیں ان یہودیوں پر حلال کی گئی تھیں وہ ہم نے ان کے ظلم کے باعث ان پر حرام کر دیں)

یعنی ہم نے کچھ اچھی چیزیں ان پر حرام قرار دیں جو پہلے ان پر حلال تھیں۔ انہیں مفید چیزوں میں سے قرآن کریم کے اس حکم کے بموجب چربی ان پر حرام کی گئی جس کے بیان میں پہلے ایک حدیث پیش کی جاچکی ہے:

(اللہ تعالی نے یہودیوں پر لعنت کی اس سبب سے کہ ان پر چربی حرام کی گئی تھی۔ مگر انہوں نے اسے پگھلا کر اس کی خرید وفروخت شروع کر دی۔ پس خبر دار! اللہ تعالی جب کسی چیز کا کھانا لوگوں پر حرام کر دیتا ہے تو اس کی تجارت اور کمائی بھی حرام کر دیتا ہے)۔[24]

یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ یہودیوں نے ایک شرعی حکم یعنی حرمتِ شحم (چربی) کے ساتھ کھلواڑ کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالی علیم وحکیم ہے کہ جس نے یہودیوں کی نافرمانیوں کے سبب ان پر چربی حرام کر دی پھر جب کوئی یہودی کسی فربہ بھیڑ یا بکری کو ذبح کرتا تو صرف اس کا سرخ گوشت کھاتا اور اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل میں

---

[24] اس حدیث کی تخریج پہلے گزر چکی ہے، دیکھیے حوالہ رقم: 9

چربی کو پھینک دیتا۔ مگر وہ اس حکم شرعی پر زیادہ عرصہ صبر نہ کر پائے اور انہوں نے اسے حلال کرنے کے لئے ایک حیلہ ایجاد کر لیا۔ پس انہوں نے اسے پگھلا دیا اور یہی معنی ہے رسول اللہ (ﷺ) کے اس قول کا کہ (انہوں نے اس کی محض ظاہری صورت وہیت بدل ڈالی) ۔ انہوں نے اسے برتنوں میں بھر کر اور نیچے سے آگ لگا کر پگھلایا جس کی وجہ سے چربی کی ظاہری صورت تبدیل ہو گئی یعنی مثل پانی مایہ ہو گئی۔ بعد ازیں شیطان نے یہودیوں کے دل میں وسوسہ اندازی کی اور ان کی نظر میں اس عمل کو اس طور پر حسین بنا کر پیش کیا کہ یہ چربی اب چربی کھلانے کے لائق ہی نہ رہی۔ جبکہ وہ اس بات کا بخوبی شعور رکھتے تھے کہ یہ اب بھی اپنی فطرت' ترکیب اور ذائقہ میں چربی ہی ہے۔ اس مشہور محاورے کے مانند جو بعض ممالک میں بولا جاتا ہے "غیروا الشکل لإجل الأکل" (محض اسے کھانے کی خاطر اس کی شکل تبدیل کر دی گئی) لیکن اس تبدیلی سے انہوں نے اس چیز کو حلال بنایا جسے اللہ تعالی نے حرام قرار دیا۔ رسول اللہ (ﷺ) نے یہودیوں کا اللہ کی حرام کردہ چیز کو حلال بنانے والے حیلے کا قصہ اور اللہ تعالی نے یہودیوں کا ہفتہ والے دن مچھلیاں شکار کرنے کا حیلہ جو کہ انہوں نے ساحل پر جال بچھا کر اختیار کیا جیسا کہ تفاسیر میں مذکور ہے اس لئے بیان نہیں کیئے کہ یہ محض تاریخی واقعات ہیں' بلکہ یقیناً یہ اس لئے بیان ہوئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے :

( لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ . . . ) (یوسف: ۱۱۱)

(ان کے بیان میں عقل والوں کے لئے یقیناً نصیحت وعبرت ہے)

چنانچہ مندرجہ بالا دونوں قصوں سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم ہرگز اس چیز کے مرتکب نہ ہوں اور ہرگز ایسے حیلے نہ تراشیں جن سے محارم الٰہی کے قریب جایا جاسکے۔ چنانچہ بیع عینہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبانی حرام قرار دے دی گئی ہے تاکہ ہم مسلمان ایسے حیلے نہ ایجاد کریں کہ حرام شیء یعنی سود کے قریب جایا جاسکے۔ وہ اسطرح کہ واجب الادا رقم لئے گئے قرض سے زیادہ وصول کی جائے اور اس کے ظاہر کو تجارت کی صورت میں چھپالیا جائے جسطرح کے یہودیوں نے چربی کی ظاہری صورت تبدیل کی تھی۔ یہاں آپ کو یہ جاننا چاہیے کہ بہت سے علماء بیع عینہ کی حرمت کے قائل نہیں اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو اس حدیث کو صحیح نہیں مانتے کیونکہ علم حدیث ان کا تخصص نہیں اس بیع کے جواز میں محض لفظ "بیع" (تجارت) کے استعمال سے دلیل پکڑتے ہیں حالانکہ اہل علم جانتے ہیں کہ مجرد لفظ بیع کا کسی معاملے میں وارد ہونا اس معاملہ کو بیع (تجارت) نہیں بناتا الّا یہ کہ شریعت میں اس کی حرمت وارد نہ ہوئی ہو۔

اگر ہم دوبارہ اس حدیث کی طرف رجوع کریں تو ہم پائیں گے کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس پہلی بیماری کا ذکر فرمایا وہ بیع عینہ ہی تھی۔ دیگر بیماریوں میں

سے اس دنیا کی محبت اور اللہ کی راہ میں جہاد کا ترک کر دینا ہے۔ چناچہ ہمیں اس حدیث سے یہ سبق ملتا ہے کہ کہیں ہم خود وہی اعمال نہ کرنے لگ جائیں جن سے لوگوں کو روکتے ہیں یا پھر جن کا ذکر رسول اللہ (ﷺ) نے اس حدیث میں فرمایا۔ اگر ہم وہ مقام و مرتبہ دوبارہ بحال کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے رب نے ہمیں عطا کیا ہے تو یہ انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان عالی شان ہے:

( . . . وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ . . . )

**(المنافقون: ٨)**

(سنو! عزت تو صرف اللہ تعالی کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور ایمانداروں کے لئے ہے)

میری یہی کچھ گزارشات تھیں ان مفید سوالات کے جواب میں جو اس مبارک محفل میں کیے گئے جو قرآن و سنت کی محفل ہے۔ ہم اللہ تعالی سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ سب کو قرآن و سنت صحیحہ اور فہم سلف صالحین کی روشنی میں اسلام کا صحیح فہم عطا فرمائے۔ میں اللہ تعالی ہی سے سوال کرتا ہوں کیونکہ وہ الاحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ہے کہ وہ ہماری دعاؤں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نواز دے اور ہمیں ہمارے دشمنوں پر نصرت عنایت فرمائے۔

إنہ سمیعٌ مجیب والحمدللہ رب العالمین.

******

## ہم سلفی کیوں کہلائیں؟ (ایک مفید مناقشہ)

شیخ البانی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: ایک مناقشہ (مباحثہ) میرے اور ایک اسلامی قلم کار کے مابین وقوع پذیر ہوا جو کتاب وسنت کی پیروی میں ہمارے ساتھ متفق تھا (مگر سلفی کہلانے میں کچھ تذبذب کا شکار تھا)۔ اور میں طالب علم بھائیوں سے یہ تمنا رکھتا ہوں کہ وہ اس مباحثہ کو یاد کرلیں کیونکہ اس کے نتائج بہت اہم ترین ہیں۔

میں نے اس شخص سے کہا، اگر کوئی آپ سے یہ سوال کرے، کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ تو آپ کا کیا جواب ہوگا؟

اس نے جواب دیا: (میرا جواب ہوگا کہ) میں مسلمان ہوں۔

شیخ البانی: یہ جواب غلط ہے، اس نے پوچھا کیوں غلط ہے! میں نے کہا اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ آپ کا دین کیا ہے؟ تب آپ کا کیا جواب ہوگا؟

سائل: (میں کہوں گا کہ) میں مسلمان ہوں۔

شیخ البانی: پہلی بات یہ کہ میں نے آپ سے آپ کا دین نہیں پوچھا تھا میں نے پوچھا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے، ایسا تھا کہ نہیں (صحیح)

دوسری بات یہ کہ آپ جانتے ہیں کہ آج دنیا میں مسلمانوں کے کئی مذاہب ہیں' اور آپ ہمارے ساتھ موافق ہوں کہ ان میں سے بعض کا تو مطلقاً اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں' جیسے دروز' اسماعیلی' علوی اور اس جیسے دوسروں' مگر یہ سب اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ بھی کچھ فرقے ہیں جنہیں ہم سابقہ مذکورہ فرقوں کی طرح تو نہیں کہتے کہ وہ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں' لیکن بلاشبہ یہ ان گمراہ فرقوں میں تو شمار ہوں گے جو بہت سی باتوں میں کتاب وسنت سے خارج ہو چکے ہیں جیسے معتزلہ' خوارج' مرجیئہ' جبریہ اور ان جیسے دوسرے۔ تو آپ کا کیا کہنا ہے یہ سب آج موجود ہیں کہ نہیں؟

سائل: (جی) موجود ہیں۔

شیخ البانی: اگر ہم ان (مذکورہ بالا گمراہ فرقوں) سے پوچھیں کے آپ کا مذہب کیا ہے؟ تو وہ بھی محتاط روش اپناتے ہوئے آپ کے جواب کا سا جواب دیں گے کہ ہم مسلمان ہیں۔

سائل: میں کہوں گا کہ میرا مذہب کتاب وسنت ہے۔

شیخ البانی: میں کہتا ہوں یہ جواب بھی ناکافی ہے۔

سائل: کیوں!!

شیخ البانی: کیونکہ جن جن کا ہم نے پہلے ذکر کیا کہ وہ بھی (گمراہ ہونے کے باوجود) اپنے آپ کو مسلمان کہلواتے ہیں' ساتھ ہی ان میں سے کوئی نہیں کہتا کہ میں کتاب

وسنت پر نہیں (بلکہ سب کا یہی دعوی ہے کہ ہم کتاب وسنت پر عمل پیرا ہیں)۔ تو ہمیں چاہیے کہ ہم ایک اور ضمیمے کا اس میں اضافہ کریں' آپ کی کیا رائے ہے کہ ہم آج کتاب وسنت کے کسی نئے فہم پر اعتماد کریں گے یا پھر لازم ہے کہ ہم ان کے فہم کے سلسلے میں اس چیز پر اعتماد کریں گے جس پر سلف صالحین تھے؟

سائل: بالکل لازمی ہے (کہ ہم فہم سلف صالحین پر اعتماد کریں)

شیخ البانی: کیا آپ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب والے جو اسلام کے دعویدار ہیں مگر اسلام سے خارج ہیں یا پھر جو ابھی تک دائرہ اسلام میں تو ہیں مگر بعض اسلامی احکام میں گمراہ ہیں وہ آپ کے' میرے اور ہمارے ساتھ اس قول کے قائل ہوں کہ ہم کتاب وسنت اور منہج سلف صالحین پر قائم ہیں؟

سائل: نہیں' وہ اس بات میں تو (ہرگز) ہمارے ساتھ نہیں۔

شیخ البانی: کیا عربی زبان میں ایسا کوئی ایک کلمہ موجود نہیں جو ان تمام باتوں یعنی "مسلم' کتاب وسنت پر منہج سلف صالحین کے مطابق" کی طرف اشارے کو ہمارے لئے جمع کردے' کیا ایسا کوئی کلمہ موجود نہیں جو ہمیں ان تمام کلمات (کو دوہرانے) سے مستغنی کردے جیسا کہ "أنا سلفی" (میں سلفی ہوں)

اس (سائل) نے کہا واقعی ایسا ہی ہے' اور وہ نادم ہو گیا۔ پس یہ تھا جواب اگر کوئی آپ پر اعتراض کرے کہ سلفی نہیں کہلانا چاہیے' تو آپ کو چاہیے کہ یہ سارا مباحثہ اس کے ساتھ کر گزریں کہ وہ آپ سے کہے گا میں مسلمان ہوں پھر۔۔۔ یہی سارا

مباحثہ جاری رہے گا۔ ہر سوال کا جواب دیتے جائیں یہاں تک کہ وہ سلفی اسلامی کے درجہ تک پہنچ جائے۔ (سلسلة الهدى والنور كيسٹ رقم ۷۲۵ اور ۵۳۴)

ہمارے دیگر تراجم کتب ودروس جو ہماری ویب سائٹ اصلی اہلسنت پر دستیاب ہیں:

www.AsliAhleSunnet.com

شرح اصول الثلاثۃ (دین کے ۳ بنیادی اصول) از شیخ ابن عثیمین
اصول الستۃ (دین کے ٦ بنیادی اصول) از شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب
شرح السنۃ للامام البربہاری
دعوت الی اللہ میں انبیاء کرام کا منہج از شیخ ربیع المدخلی
فتنۂ تکفیر سے امت کو خبردار کرنا از شیخ الالبانی مع تقریظ از شیخ ابن باز وتعلیق از شیخ ابن عثیمین
توحید حاکمیت کو توحید کی چوتھی قسم قرار دینے کے بارے میں جید علماء کرام کا کلام
آیت تحکیم کی تفسیر میں معتبر ترین علماء کرام کے اقوال
علماء کرام کا شیخ البانی کو ارجاء کی تہمت سے بری قرار دینا
اصول سنت از امام احمد بن حنبل
توحید سب سے پہلے اے داعیان اسلام! از شیخ الالبانی
حقیقت توحید از شیخ صالح الفوزان
شرک اور اس کے وسائل کی تردید میں علماء احناف کی خدمات از شیخ محمد بن عبدالرحمن الخمیس
رسالۂ توحید از امام عبدالعزیز بن محمد آل سعود
خودکش اور فدائی حملوں سے متعلق کبار علماء کرام کا کلام
شادی بیاہ کی رسوم میں شریعت کی مخالفت از شیخ ابن باز وابن عثیمین
اپنے شہر سے باہر قربانی کروانے کے لئے تنظیموں کو پیسہ دینے کے ٦ عظیم نقصانات از شیخ ابن عثیمین
توحید کی تقسیم میں خطاء از شیخ صالح الفوزان
کلمۂ توحید کی تفسیر حاکمیت سے کرنے کے بارے میں مشہور علماء کرام کا کلام

# امت مسلمہ کی فلاح کا واحد راستہ

مسلمانوں کے اتحاد واجتماع کے لئے لازمی امور از شیخ الفوزان
تفسیر آیت تحکیم، وتحقیق اثر ابن عباس واس میں سے بعض فوائد کا بیان ازشیخ الالبانی
اہل بدعت پر رد اور عقیدہ اہلسنت کو بیان کرنے کے سلسلے میں لکھی گئی سلف صالحین کی عظیم کتابیں از شیخ ربیع المدخلی
یہود پھٹکار زدہ قوم کے نام ایک پیغام از شیخ ربیع المدخلی
یہودی ریاست کو اسرائیل کہنے کا حکم از شیخ ربیع المدخلی
موجودہ پرالم حالات میں ہماری ذمہ داریاں از شیخ صالح الفوزان
غزہ کی موجودہ صورتحال کے بارے میں سعودی علماء کمیٹی کا بیان
جدید جماعتوں، اشخاص اور مناہج سے متعلق فتاوی از شیخ الفوزان
گمراہ جماعتوں اور فرقوں کا رد از شیخ ابن باز
ویلنٹائین ڈے کے بارے فتوی کمیٹی سعودی عرب کا فتوی
موبائل فون کی رنگ ٹون کی جگہ تلاوت یا آذان وغیرہ ڈالنے کا شرعی حکم از شیخ فوزان وشیخ ابراہیم الرحیلی
فلسطین وغیرہ میں ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تصاویر اور ویڈیوز کی نمائش کا شرعی حکم از شیخ الفوزان
خواتین کا دعوتی سرگرمیوں میں غلو کرنا از شیخ الالبانی
شرح اصول الثلاثۃ از شیخ صالح الفوزان
شرح اصول السنۃ از شیخ ابن عثیمین
اسلامی وجہادی ترانوں ونظموں کا شرعی حکم از شیخ صالح الفوزان
قرآن وسنت سے تمسک میں امت کی نجات ہے از شیخ ربیع
خطبہ یوم عرفہ سن ۲۰۰۸ع از مفتی اعظم عبدالعزیز آل الشیخ
اس کے علاوہ عقیدہ ومنہج، توحید، شرک، سنت، بدعت، عبادات، اخلاق، علم، علماء کرام، تفسیر، حدیث، فقہ، تکفیر، جہاد، حاکمیت، طاغوت پر سلسلۂ دروس دستیاب ہیں۔ ضرور وزٹ فرمائیں۔

## مختصر تعارف مؤلف و کتاب

شیخ محدث محمد ناصر الدین البانی (رحمہ اللہ) اس زمانے کے مشہور و معروف محدث العصر اور اہلسنت والجماعت کے بہت عظیم عالم گزرے ہیں، جنہوں نے قرآن و سنت، حدیث و فقہ کے سلسلے میں گرانقدر خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ سلفی عقیدہ و منہج کو لوگوں میں روشناس کروانے اور اسے ان کے دلوں میں راسخ کرنے کے لیے انتھک محنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر سے نوازے اور آپ کی بخشش فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے۔ آمین۔

یہ کتاب بھی آپ کی عقیدہ و منہج سلف صالحین کی طرف دعوت کی ایک کڑی ہے جس میں بہت ہی واضح اور سہل انداز میں امت کے لیے صحیح راہ کی نشان دہی فرمائی گئی ہے کہ وہ کس طرح اپنا کھویا ہوا وقار و مقام دوبارہ سے حاصل کرسکتی ہے، اور قرآن و سنت اور سلف صالحین کے فہم سے اس بات کو نہایت ہی موثر انداز میں بیان فرمایا ہے۔ امید ہے کہ اسے پڑھ کر امت یہ جان پائے گی کہ وہ اس دنیا میں سبیل عروج اور آخرت میں سبیل نجات کس منہج کو اپنا کر حاصل کرسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس عمل کو خالصتاً اپنی رضا کے لیے بنا دے اور ہمیں اور تمام مسلمانوں کو سیدھی راہ پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

اصلی اہل سنت

مکتبہ احیاء منہج السلف

ای-210 غازیانی ہائٹس موسمیات، کراچی، پاکستان

E-210 Ghaziani Heights, Mosimiyaat, Karachi, Pakistan

فون 0302-2222479

ای میل: manhaj.as.salaf@gmail.com

ویب سائٹ: www.AsliAhleSunnet.com